بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Islamabad, the 20th August, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Building), Islamabad, at 5.15 P.M. Mr. Chairman (Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۔

ترجمہ :۔ کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے مگر نماز گذار جو نماز کا التزام رکھتے اور بلا ناغہ پڑھتے ہیں اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے یعنی مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا اور جو روز جزا کو سچ سمجھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے خوف کھاتے ہیں بے شک ان کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے ۔

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، وقفہ سوالات

جناب شاد محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! بہتر ہوگا کہ یہ سوالات ہمیں کل کے لئے شام کو ہی ملا جایا کریں جو ابھی دیئے جاتے ہیں، تاکہ ہم سٹڈی کر کے آئیں۔

جناب چیئرمین : یہ پہلے بھی ڈسکس ہوا تھا۔ قواعد کے مطابق اسے اسی وقت تقسیم کرنا ہوتا ہے۔ جناب میر داد خیل صاحب

STUDENTS UNIONS

21. **Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether elected student Unions of Universities and Colleges have been banned; and

(b) whether the Government has any plan to lift the ban on such Unions?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: (a) Yes.

(b) No.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال؟

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : کیا محترم وزیر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ ان یونینوں پر سے پابندیاں ہٹانے کا کب ارادہ ہے جو قیام پاکستان سے لے کر آج تک اس ملک کی بقاء اور سالمیت کی جنگ لڑ رہی ہیں؟

میاں محمد یسین خان وٹو : جناب والا! تمام ملک میں تمام کالج یونینوں پر پابندی لگائی گئی ہے ان میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ اگر فاضل ممبر صاحب اصرار فرمائیں تو اس حیثیت سے اس کی وجوہ بھی کافی ہیں میں وہ ساری وجوہ معزز ایوان کے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : تفصیل سے بتا دیں تاکہ پوری قوم کو واضح طور پر معلوم ہو سکے۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Mr. Chairman! with your permission I will read out. It is a matter of common knowledge that indiscipline, Lawlessness and sheer terrorism were rampant in our Colleges and Universities' Campuses. However, some of the cases are as under:—

There were 14 murders in the Campuses from 1980 to 1983 owing to running battles between students' unions. Details also can be given. Carrying of sophisticated Arms had become the general practice, and our Universities hostels were turned into Armouries. The culprits involving the use of fire arms generally managed to escape from punishment. At Hyderabad's Girls Hostel there have been cases of assault on teachers. On the academic side, the demand for grace marks in examinations, special supplementary examinations, cheating in examination Halls and revision of results, etc, was manifestation of the growing indiscipline. Postponement of the examinations was a regular feature. During 1983-84 as many as 16 examinations were postponed in N.E.D. University of Engineering at Karachi.

In short the discipline in almost all the educational Institutions of the country was on the verge of collapse thereby a total ban was imposed on student unions for Federal Capital Territory. The Provincial Governments also issued MLO's for imposing ban on students unions in their respective Provinces. As a result thereof examinations have been held in time, peacefully, classes started according to their schedule, descipline has been restored to and the valuable time of Universities and Colleges, particularly, Professional Universities and Colleges, has been saved.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کوئی اور سوال، جناب پروفیسر خورشید صاحب!

پروفیسر خورشید احمد: کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جن ۱۴ murders کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کتنے اُن علاقوں میں ہوئے ہیں جہاں کوئی یونین موجود نہیں تھی اس لئے بلوچستان میں اور سندھ کے بیشتر علاقوں میں کراچی کو چھوڑ کر ۱۹۸۰-۸۳ء کے درمیان کوئی یونین موجود نہیں تھی اور یہ بھی کہ کیا ۱۹۸۳ء میں اس پابندی کے بعد کوئی واقعہ طلباء کے clash کا murder کا، indiscipline کا، امتحانات کے ملتوی ہونے کا نہیں ہوا؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! میں نے تفصیل سے جواب دے دیا ہے جہاں تک میری اطلاع ہے اس پابندی کے عائد ہونے کے

[Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo]

بعد یونیورسٹی کیمپسز ہیں یا کالجز میں کوئی قتل نہیں ہوا۔

جناب پروفیسر خورشید احمد: میرے خیال ہیں وزیر محترم صاحب لاعلمی کی بناء پر اس ہاؤس کو غلط اطلاع دے رہے ہیں۔ اس کے بعد سندھ یونیورسٹی میں واقعات ہوئے ہیں اس کے بعد کراچی میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں جو ان کے علم میں ہے وہ انہوں نے بتا دیا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: اس کے بعد کوئی قتل نہیں ہوا، میرے علم میں یہ بات ہے۔ اگر کہیں قتل ہوا ہے تو فاضل ممبر صاحب میرے نوٹس میں لائیں۔

پروفیسر خورشید احمد: لیاقت علی میڈیکل کالج میں قتل کا واقعہ ہوا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: اس کے بارے میں میرے علم میں کوئی بات نہیں ہے لہذا اس کا آپ سے fresh notice چاہوں گا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! بولان میڈیکل کالج میں باقاعدہ VCR چلتا ہے اور اس میں باقاعدہ قتل ہوئے ہیں یہ حکومت اس وقت کیوں خاموش تھی؟

جناب چیئرمین: وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ان کے نوٹس میں نہیں ہے اگر آپ کے نوٹس میں ہے تو آپ ان کے نوٹس میں لائیں وہ اس پر باقاعدہ انکوائری کریں گے اور آپ کو بتا دیں گے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب میں نے یہی عرض کیا ہے کہ یہ میرا اندازہ ہے کہ اس کے بعد یہ قتل نہیں ہوئے۔ اگر کوئی ہوا ہے وہ میرے نوٹس میں لائیں مجموعی طور پر یہ وہ جو ہاسٹل ہیں جن کی بناء پر پابندی لگائی گئی ہے اور اس سے تعلیمی ماحول بہتر ہوا ہے اور تعلیمی میدان میں فائدہ پہنچا ہے۔ حکومت کے زیر غور قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ سٹوڈنٹ یونینز پر سے پابندی ہٹائی جائے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۲۲ جناب میرداد خیل صاحب!

TELEPHONE EXCHANGE ZIARAT KAKA SAHIB

22. *Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that a telephone exchange was installed about 3 years back in village Ziarat Kaka Sahib, Tehsil Nowshera, District Peshawar and its trunk line was connected with the telephone exchange of Nowshera, Saddar;

(b) whether it is also a fact that the said trunk line has almost always remained out of order; and

(c) If so, when should the necessary repair of the said telephone line be expected?

Mr. Mohyuddin Baluch: (a) Yes, it is a fact that the telephone exchange Ziarat Kaka Sahib was commissioned on 23-12-81. A trunk line to Nowshera was connected with the exchange.

(b) It is a fact that the trunk line of Ziarat Kaka Sahib gets interrupted but does not remain out of order always.

(c) Maintenance of this line is being done in routine and it is working satisfactorily at the present. It will be further improved.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس کے لئے مزید جو تسلی بخش کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کب تک اس کو صحیح لائن پر چلائیں گے؟

نواب زادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب میں بے حد مشکور ہوں جنہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ پرابلم ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کو worry کر رہا تھا اور وہ اس کے لئے ڈائریکٹ کنکشن دے رہے ہیں۔ اس طرح پرانا سسٹم ختم ہو From Nowshera up to Ziarat Kaka Khel جائے گا۔ اور اس چیز کے implementation ۸۶-۸۷ میں ہو گی

جناب چیئرمین : شکریہ جناب میرداد خیل صاحب!

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب وزیر صاحب کا اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جواب میرے مقصد کا نہیں تھا انگریزی میں دیا۔ جو اپنے مقصد کی بات تھی اُردو میں کہی۔ لہذا میں اس کے لئے بھی ان کا شکر گذار ہوں۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال جناب میرداد خیل صاحب۔

CERTIFICATES ISSUED BY THE ARABIC MADARIS

23. *Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the status of the certificates issued by the Arabic (Maddaris) schools: and

(b) the names of Arabic Maddaris whose certificates are recognised by the Government of Pakistan?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: (a) (i) A person who completes the course of studies of Darsi-Nizami and gets the sanad "Ashaha-dat-tul-Alamiyya" from the following Wifaqs/Tanzims, is considered equivalent to MA Arabic/M.A. Islamiat for the purpose of teaching and for pursuing higher studies in Arabic and Islamiat:—

(i) Wifaq-ul-Madaris (Deobandi);
(ii) Tanzim-ul-Madaris (Brelvi):
(iii) Wifaq-ul-Madaris-ul-Salfia (Ahli Hadith);
(iv) Wifaq-ul-Madaris (Shia);
(v) Any other institution recognised by the University Grants Commission.

(ii) For employment in fields other than teaching, however, such sanadholders would be required to qualify in two additional subjects (other than Arabic and Islamic Studies) at the B.A. level from the University. They also have to qualify in Pakistan Studies and Islamic Studies.

(b) The total number of recognised Deeni Madaris affiliated to the 4 Wifaqs/Tanzims (as of 1984) is 202. The list has been placed in the Library.

جناب چیئرمین : شکریہ۔ ضمنی سوال؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم صاحب بیان فرمائیں گے کہ وہ اس سوال کے جواب میں فہرست مہیا کرنے سے کیوں قاصر رہے جس سے

پورے ایوان کو آگاہی ہو جاتی کہ ان مدارس سے کون کون وابستہ ہیں ؟

جناب چیئرمین : لائبریری میں ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : ہم نے تو مہیا کر دی ہے، گورنمنٹ اور محکمہ کی طرف سے وہ سینٹ کی لائبریری میں رکھ دی گئی ہے کیونکہ وہ لمبی فہرست تھی اور یہ سینٹ کی پروسیجر ہے۔

جناب چیئرمین : یہ صحیح ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب ہم نے ان کاپیوں کو اپنے اپنے علاقوں میں لے جانا ہے۔ یہ نہیں کہ پوری سینٹ کی عمارت کو اپنے علاقے میں لے جائیں۔ بلکہ یہ آپ کا فرض بنتا ہے۔ آپ اس جواب کو اس کی فہرست کے ساتھ مہیا کریں۔

جناب چیئرمین : قواعد کے مطابق اگر لائبریری یا سینٹ کی میز پر کوئی چیز رکھی جاتی ہے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ تمام سینٹ کے معزز ممبران کو وہ چیز مہیا ہو گئی ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا! اس کی کاپی فاضل ممبر صاحب کو ہم مزید بھی دے سکتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : کیا وزیر تعلیم صاحب یہ فرمائیں گے کہ عام طور سے تعلیم یافتہ افراد کی تعداد جو بتائی جاتی ہے ۲۴ فیصد وغیرہ وغیرہ، تو کیا اس کے اندر عربی سند یافتہ افراد بھی شامل ہیں؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا! کیا فاضل ممبر صاحب کا ارشاد یہ ہے کہ ہم جو خواندگی کے تناسب کی بات کرتے ہیں ۲۶٫۲ کی، اس کے بارے میں بتایا جائے، تو یقیناً جناب یہ اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ ۲۶٫۲ میں جناب، خواندہ لوگ ہی آتے ہیں۔ خواندہ کی تعریف جناب والا! یہ ہے کہ وہ تھوڑا بہت پڑھ سکے اور دستخط کر سکے تو یہ ظاہر ہے کہ ایم اے کر رہے ہیں، یہ تو اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد میں آتے ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ!

قاضی عبداللطیف : جہاں تک میری معلومات ہیں کہ آپ اپنی تعلیم گاہوں سے یا اپنے تعلیمی اداروں سے معلومات حاصل کرتے ہیں ان کی اشاعت کرتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ ان تنظیمات کے سند یافتگان میں کتنوں کو اپنی اپنی ڈگریوں کے مطابق ملازمتیں دی گئی ہیں؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : یہ ابھی آ رہا ہے بصورت دیگر اس سوال سے یہ ضمنی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین : یہ صحیح فرما رہے ہیں کہ آگے ایک سوال اس نوعیت کا ہے اور اس سوال سے یہ ضمنی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! یہ تعداد جو انہوں نے بتائی ہے کہ ۲۰۲ تنظیمات سے منسلک ہیں۔ آپ کی نظر میں حافظ نذیر احمد صاحب لاہور والے کی رپورٹ گزری ہے جس کے اندر انہوں نے سات سو تعداد بتائی تھی۔ وہ تعداد ۱۹۷۸ء ہی کے اندر بتائی تھی کہ سات سو ہے۔ لیکن اس وقت دینی مدارس میں جو مختلف تنظیموں سے منسلک ہیں، وہ زیادہ ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا! اس سلسلے میں، میں دوبارہ جائزہ لوں گا لیکن یہ وہی مدارس ہیں جو ان کے ساتھ منسلک ہیں۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ فرق صرف اتنا ہے کہ جو کسی وفاق یا تنظیم سے منسلک ہیں ان کی تعداد یہ ہے غالباً دوسری رپورٹ میں تمام دینی مدارس جو ہر کسی سے منسلک ہیں، ان کی تعداد تھی۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : اگر جناب والا کسی ادارے کی نشاندہی فرمائیں جو اس قابل ہو کہ اس کی سند کو تسلیم کیا جائے تو اس معاملے کو ہم یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے سپرد کر کے اس کا جائزہ لے سکتے ہیں اگر وہ واقعی معیار کے مطابق اترا تو اس بارے میں فیصلہ کر لیں گے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ نہیں کہنا چاہتا شاید آپ میری بات کو نہیں سمجھے میری گذارش یہ ہے کہ جو ۲۰۲ تعداد بتائی گئی ہے یہ

بہت کم بتائی گئی ہے یہ تو ۱۹۷۸ء میں سات سو ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! اگر فاضل ممبر ملاحظہ فرمائیں تو میں نے جواب میں عرض کیا ہے کہ یہ چار وفاقی یا تنظیمیں ہیں ان کے ذریعے اتنے ادارے تسلیم شدہ ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ادارے ان تنظیموں میں سے کسی کے ساتھ منسلک نہ ہوں یا ان تنظیموں نے ان باقی اداروں کو اس قابل نہ سمجھا ہو کہ ان کی سندیں ایم اے کے برابر سمجھی جائیں۔ ہم ان چار اداروں کے ساتھ جو ادارے منسلک ہیں ان کی سندوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک پروویژن ہے کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ان کے علاوہ کسی اور ادارے کو منظور کر سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question. Jinab Maulana Kausar Niazi Sahib.

Maulana Kausar Niazi: 24.

Mr. Chairman: 24. Jinab Nawabzada Sahib.

TELEPHONE AND TELEGRAPH DEPARTMENT

24. *__Maulana Kausar Niazi:__ Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Telephone and Telegraph Department is working under the Telegraph Act, 1885 and the Wireless Telegraph Act 1933, and no other Act of the Parliament governs these organizations; and

(b) whether the Government has any plan under consideration to enact a separate statute to govern the Telephone Department; if so, when?

Mr. Mohyuddin Baluch: (a) Yes, Telegraph and Telephone Department is governed by these Acts. The acts were amended at the enactment of Parliament in 1975.

(b) The Government has constituted a De-regulation Commission to consider the possibility of giving autonomous status to the Telegraph and Telephone Department.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال جناب کوثر نیازی صاحب؟

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میں نے سوال دریافت کیا تھا کہ ٹیلیفون کا محکمہ ٹیلیگراف اور وائرلیس ایکٹ کے مطابق چلایا جا رہا ہے جو ۱۸۸۵ء اور ۱۹۳۳ء میں بنا تھا کیا وزیر صاحب اس کی تصدیق کرتے ہیں اور دوسرا سوال میں نے یہ کیا تھا کہ کیا کوئی الگ سے ٹیلیفون ایکٹ بنانے کا ان کا ارادہ ہے۔ انہوں نے ٹیلیفون کے محکمے کے status کا ذکر کیا ہے میں نے اس کے الگ status کا نہیں کہا تھا بلکہ یہ پوچھا تھا کہ کیا ان کا الگ ایکٹ بھی بنانے کا کوئی ارادہ ہے ؟

جناب چیئرمین : نواب زادہ صاحب !

Mr. Mohyuddin Baluch: Sir, I confirm it that the Pakistan Telegraph and Telephone Department derives its legal authority from the Telegraph Act of 1985, and the Wireless Telegraph Act of 1933. These Acts were inherited from the Combined British India at the time of Independence in 1947. These Acts were adopted both by India and Pakistan in toto. The Telegraph and Telephone Department has also inherited this set up and Statutory rules, administrative orders and a number of Telegraph manuals and Codes and books to regulate its activities. Sir, the question is that as and when it is found necessary the amendments are carried out in the Act which are required for the time which they are called for, Sir?

Mr. Chairman: The specific question which the hon'ble Member raised was whether the Government has any proposal under consideration for enacting a separate law to govern the telephone department.

Mr. Mohyuddin Baluch: Sir, there is no separate Act or law under consideration of the Government.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ٹیلیفون کے محکمہ کو وائرلیس اور ٹیلیگراف ایکٹ کے تحت چلانے کی بجائے ایک نیا ٹیلیفون ایکٹ Separate بنایا جائے۔ کیا یہ وزیر صاحب مناسب سمجھیں گے؟

جناب چیئرمین : یہ رائے کی بات نہیں ہے یہ تو پالیسی میں آتا ہے۔ اور یہ سوال کا موضوع بھی نہیں بنتا۔

مولانا کوثر نیازی : گو انہوں نے فرمایا کہ زیر غور نہیں ہے لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ وہ ٹیلیفون ایکٹ الگ سے بنائیں۔

جناب چیئرمین : انہوں نے پہلے ارشاد فرمایا کہ قوانین میں وہی ترامیم کیجاتی ہیں جن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور اگر فی الحال کوئی چیز زیر غور نہیں ہے تو مفروضہ یہ ہوگا کہ اس کی ضرورت ابھی نہیں پڑی ۔ باقی اس طرح کا سوال کہ آئندہ کے لئے پالیسی کیا ہونی چاہیئے پالیسی کا سوال قواعد کے رُو سے پیدا نہیں ہوتا ۔ اگلا سوال! next question

مولانا کوثر نیازی : سوال نمبر ۲۵ جناب

Mr. Chairman: Yes 25.

PRINTING OF P.I.A. TICKETS

25. *__Maulana Kausar Niazi:__ Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the tickets of P.I.A. for Domestic and International flights are being printed abroad; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative, the amount of foreign exchange spent on its printing during 1984-85?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Mr. Zain Noorani): (a) Yes.

(b) U.K. £ 136,958.80.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال؟

مولانا کوثر نیازی : کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ پاکستان میں اتنے اچھے پرنٹنگ پریسوں کے ہوتے ہوئے پی آئی اے اپنے ٹکٹ بیرون ملک کیوں چھپوا تی ہے؟

جناب چیئرمین : جناب زین نورانی صاحب!

Mr. Zain Noorani: Sir, I will answer this.

First of all the job of printing of sensitive documents like PIA tickets is more sophisticated than even the printing of currency notes. For the simple reason that in the case of currency notes the denomination is mentioned; whereas in the case of PIA tickets on vouchers the value is left blank and the chances of fraud of greater magnitude arise in these cases. Therefore, very strict measures need to be taken to ensure the security and the dards of these specialized jobs. Now, it is true that attempts have been made

[Mr. Zain Noorani]

in the past to find out whether these could be printed in Pakistan. And earlier, in 1981, a company calling itself 'Trade and Industry Publication Limited' claimed that they had the means and facilities and the equipment to carry out such security printing. A committee consisting of directors from various departments of the PIAC was instituted. They went and inspected the press and came back with a report that this Company was not in a position to do so and had no such machinery and other equipments to carry out such printing.

Thereafter, the President *vide* his directive No. 101(A) of 1981 issued an order directing that the printing of PIA tickets and other security documents may be got printed from the Security Printing Corporation Press. Even the Security Printing Corporation Press at that time was not equipped with necessary machinery and other paraphenalia to carry out this and the PIAC were asked to give an estimate of the annual requirement of these things so that machinery and equipment of this nature could be imported. That has now been done by the PIAC, unfortunately, the Security Printing Corporation Press is not equipped with as yet. So, the procedure every year that the PIA employs is to send its requirement of the Security Printing Corporation Press and when the are not able to undertake it, when they say, no, then a No, Objection Certificate, is procured from them, and on the basis of the No Objection Certificate, (Interruption).

Mr. Chairman: So, the short answer is that for the time being capacity for printing of the PIA tickets as it exists in the country

مولانا صاحب! آپ کو کچھ اور معلومات چاہئیں یا جی کافی ہے؟

Maulana Kausar Niazi: Sir, doesn't exist in the country only.

جناب does not exist in the country انہوں نے نہیں کہا ہے انہوں نے کہا ہے سیکورٹی پرنٹنگ پریس equipped نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ نے اس تفصیلی بیان کو follow نہیں کیا ہے۔

مولانا کوثر نیازی: دراصل وہ بہت slow تھے ان کی آواز پوری طرح مجھ تک پہنچ نہ سکی۔ اس لئے میں نہیں سمجھ سکا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ لیکن کیا پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی کوئی ایسا پریس نہیں ہے جو پی آئی اے کے ٹکٹ چھاپنے کا اہل ہو؟

جناب زین نورانی : جیسا میں نے پہلے کہا ہے کہ ایک پریس اس سلسلے میں آگے آیا تھا اس کا نام تھا ٹریڈ اینڈ انڈسٹری پبلیکیشن لمیٹڈ اس کی انسپکشن کرنے کے بعد پتہ چلا کہ ان کے پاس بھی اس قسم کا equipment موجود نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی : یہ جناب ۱۹۸۱ء کی بات ہے کیا ان چار سالوں میں اس کے لئے کوئی مزید کوشش کی گئی ؟

جناب چیئرمین : انہوں نے یہ فرمایا کہ ہر سال پی آئی اے یہ انکوائری کرتی ہے اور وہ سیکورٹی پرنٹنگ سے بھی اور مارکیٹ سے بھی No objection certificate حاصل کرتی ہے اور اپنی انکوائریز کے مطابق معلوم کر کے پھر باہر آرڈر place کرتی ہے۔ کیونکہ صدر صاحب کا اس سبجیکٹ پر directive ہے۔ جی نورانی صاحب !

جناب زین نورانی : مولانا کی تسلی کے لئے میں اس ایوان میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر پاکستان میں کوئی پریس ان ضروریات اور ٹیکنیکل requirements کے مطابق پورا اترتا ہے اور آگے آتا ہے تو۔ PI.A. will be only too happy to entrust the job to them

جناب چیئرمین : شکریہ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا ان چار سالوں میں کسی اخبارات کے ذریعے یہاں کے پریسوں سے یہ معلومات حاصل کی گئی کہ آیا کوئی پریس یہ ٹکٹ چھاپنے کا اہل ہے؟

جناب چیئرمین : جناب زین نورانی صاحب!

Mr. Zain Noorani: Sir, whether actually advertisements were placed or not, I would not be in a position to answer. A fresh notice may be given.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! بیرون ملک جو ٹکٹ چھاپے جاتے ہیں ان کے لئے کوئی پی آئی اے کی طرف سے ٹینڈرنگ ہوتی ہے یا وہ بطور خاص کسی پریس میں جا کر negotiation کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: Jinab Zain Noorani Sahib.

Mr. Zain Noorani: Sir, survey was made of the international reputable printers of sensitive type of work and a short list was made consisting of Messers Ran, Monali of USA, M/s Bartish of the West Germany, and Everprint of U.K. Every Time, a printing work order is to be placed, tenders are invited from them and the job is given to the lowest bidders.

Mr. Chairman: Thank you. Next Question.

P.I.A. EXPENDITURES ON THE PRINTING OF HAMSAFAR'

26. *__Maulana Kasuar Niazi:__ Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the P.I.A. Magazine "HAMSAFAR" is being printed by a foreign Press in a foreign country; and

(b) if answer to (a) above be in affirmative, the expenditure incurred on its printing during the last year?

Mr. Mohyuddin Baluch: The answer was given by Mr. Zain Noorani
(a) Yes.

(b) Nil.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! یہ Nil کیوں ہے؟

جناب زین نورانی : جناب اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے توسط سے مولانا صاحب سے یہ کہوں کہ یہ جادو کا کھیل ہے۔

مولانا کوثر نیازی : بہرحال آپ جادو کی پٹاری کھول دیجئے۔

جناب زین نورانی : کھول دیتا ہوں جناب والا! سب سے پہلے بات یہ ہے کہ "ہمسفر" ہاؤس جرنل نہیں ہے۔

First of all 'HAMSAFAR' is not a House Journal as is generally felt by most of the people. It is an in-flight magazine and PIA is not under any financial obligation on account of its production and the magazine is provided free of cost to PIA. Now, PIA has explored the possibilities of bringing out the magazine in Pakistan. The Proprietors of 'Golden Block'—One of the leading Printers and International Advertising Ltd., PIA's House Agency expressed their inability to bring out this magazine on the

terms and conditions PIA managed to obtain from the media of Trans—Asia Bangkok. Now, the PIA does not pay any money for the printing of this magazine. The company derives its revenues from the advertisements that it obtains. If any of my Hon'ble Members asks me this, I would like to say, if any printer of repute in Pakistan and publisher of repute in Pakistan can guarantee the same standard or almost the same standard which we are getting for the publication of 'HAMSAFAR' we shall not only be most willing to place the order but we shall consider it a matter of pride that such a magazine could be brought out in Pakistan.

Mr. Chairman: Thank you.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا۔ میں پھر اس پیشکش کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسا تو نہیں ہے کہ پی آئی اے جتنی مالیت کے ایڈز دیتی ہے اس رسالے پر اتنی مالیت سے وہ خود یہاں رسالہ چھاپ سکتی ہو۔

Mr. Zain Noorani: That is not correct.

جناب چیئرمین : وہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی : کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سالانہ ان ایڈز کی مالیت کتنی ہوتی ہے جو پی آئی اے اس کمپنی کو دیتی ہے ؟

Mr. Zain Noorani: I would certainly like to give these figures if the hon'ble Senator would take the trouble of sending a fresh question.

مولانا کوثر نیازی : مگر جناب والا! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس سے پہلے جواب محترم وزیر نے دیا تھا وہ صحیح نہیں ہے۔ پہلے انہوں نے categorically کہا کہ نہیں، ایسا نہیں ہے کہ اس کی قیمت کے برابر پی آئی اے ایڈز اس کمپنی کو دیتی ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ان کو علم نہیں ہے۔ فریش نوٹس چاہیے۔

جناب چیئرمین : انہوں نے یہ نہیں فرمایا۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ پی آئی اے کو اس میگزین کی کوئی کاسٹ نہیں پڑتی۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! اگر آپ اب ترجمان ہو گئے ہیں تو

[Maulana Kausar Niazi]

میں یہ عرض کروں کہ ترجمانی میرا خیال ہے ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : میں اس بات کے لئے یہاں بیٹھا ہوا ہوں کہ آپ دونوں کی آپس میں ۔۔۔۔۔ (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میں نے دو سوالات کئے تھے۔ پہلا سوال میں نے یہ کیا تھا کہ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ پی آئی اے جتنی مالیت کے ایڈز دیتی ہے ان ایڈز کی مالیت میں وہ رسالہ یہاں چھاپ سکتی ہو تو محترم وزیر صاحب نے کہا کہ یہ incorrect ہے۔ میں نے دوسرا سوال یہ کیا کہ وہ سالانہ کتنی مالیت کے ایڈز دیتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ انہیں علم نہیں ہے اس کے لئے فریش نوٹس چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو پہلا جواب انہوں نے عطا فرمایا وہ ان کی دانست میں نہیں تھا انہوں نے اندازے پر مبنی عطا کیا تھا۔

Mr. Zain Noorani: No Sir, I am sorry. Both of my answers are correct. I stick to them. They are correct and there is no contradiction between the two.

Mr. Chairman: Next Question No. 27.

ADOPTION OF SAME UNIFORM IN SCHOOLS

27. *__Qazi Hussain Ahmed__ (the question was asked by Prof Khurshid Ahmed): Will the Minister for Education be pleased to state the reasons for not adopting the same uniform in all the Schools of the Federal and Provincial Governments?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: The uniform prescribed for all schools of Federal and Provincial Governments is essentially the same *i.e.* Shalwar and Qameez for Boys with addition of Dopatta for girls. Only the material of cloth and colour has been left to the choice of Provincial Governments depending on the economy, durability of the material and climatic conditions in different parts of the country.

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر محترم اس پر روشنی ڈالیں گے کہ یونیفارم prescribe کرنے کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان فرق باقی نہ رہے۔ بلکہ سب طلباء ایک سا کپڑا استعمال کریں۔ لیکن

"..... only the material of cloth.." وہاں آپ نے فرمایا ہے کہ

prescribe کے معنی یہ ہیں کہ کوالٹی الگ الگ ہو سکتی ہے لیکن یونیفارم کرنے کا جو اصل مقصد تھا وہ فوت ہو گیا ہے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! یہ صوبائی حکومتوں پر چھوڑا گیا ہے کیونکہ انہوں نے علاقائی اور موسموں کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور صوبائی حکومتیں اس سلسلے میں فیصلہ کرتی ہیں۔ ہم نے یہ بنیاد laydown کر دی ہے کہ شلوار اور قمیض استعمال کی جائے گی لڑکیاں ساتھ دوپٹہ استعمال کریں گی۔ اب یہ علاقوں کے مطابق آپ کو کرنا پڑے گا کیونکہ کسی جگہ پر زیادہ گرمی ہے۔ کسی جگہ پہ موسم مختلف ہے یہ بہر صورت صوبائی حکومتوں پر منحصر ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ اگلا سوال۔

PAY-SCALES OF ENGLISH TEACHERS AND ORIENTAL TEACHERS

28. ***Qazi Hussain Ahmed** (the question was asked by Prof Khurshid Ahmed): Will the Minister for Education be pleased to state the pay scales of English teaching B.A.B.Ed. teachers and of Urdu, Arabic and Persian teaching B.A.B. Ed. teachers in the Federal institutions, the difference in their scales and the reasons thereof?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: All Trained Graduate Teachers possessing qualifications of B.A., B.Ed. irrespective of the subjects draw their salaries in Basic Pay Scale-15. There is no difference between English Teachers or Urdu, Persian and Arabic Teachers.

Mr. Chairman: Next Question.

URDU AS MEDIUM OF INSTRUCTIONS

29. ***Qazi Hussain Ahmed** (The question was asked by Prof. Khurshid Ahmed.): Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether it is a fact that under the National Education Policy introduced in 1979-80 Urdu was made the medium of instructions from class I onward in all the Public, Missionary, Grammar, Model or other English Medium Schools; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative the reasons for deviating from this policy by an amendment in May, 1983, in the name of Preparation for the foreign countries examinations and if so the reasons therefor?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: (a) Yes. The policy decision was taken in respect of Pakistani system of education. It did not apply to schools following a foreign system.

(b) The amendment made in May, 1983, was based on the need to minimise interference in private schools, because:

(i) alternative options were available in the Government system;

(ii) The proportion of students taking foreign examinations was in significant *i.e.* less than 1 per cent.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال ؟

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر محترم یہ فرمائیں گے کہ اصل پالیسی ۷۹-۱۹۷۸ء میں مرتب کی گئی تھی اور جیسے انہوں نے کہا ہے کہ فارن سسٹم پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا تھا تو یہ foreign system کی definition کیا ہے ؟ اس لئے کہ اس وقت اس کے اندر مشنری پبلک گرامر سکول شامل تھے ۔ اور یہ کہ وہ foreign students کے لئے بھی فائدہ مند تھے ۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا اب بھی صورت حال یہ ہے کہ جہاں تک حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے گورنمنٹ کی طرف سے جتنے سکول کھولے گئے ہیں ان میں تو پالیسی وہی ہے جو اردو میڈیم میں ہے لیکن جہاں تک نجی اداروں کا تعلق ہے ان میں سے صرف ان اداروں کو اجازت تھی جو اپنے طلباء کو باہر کی یونیورسٹیوں یا باہر کے اداروں کے امتحانات کے لئے تیار کرتے ہیں ۔

Mr. Hasan. A. Shaikh: Is it not a fact that Cambridge Schools are being allowed to function in Pakistan? They don't teach Pakistan's history. They don't teach Pakistan's Geography and they don't teach any thing of Pakistan.

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا - وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ جو کیمبرج یا باہر کے اداروں کے امتحانات کے لئے تیار کرتے ہیں ایسے پرائیویٹ ادارے صرف میڈیم آف انگلش استعمال کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : سوال یہ تھا کہ وہ پاکستان کی ہسٹری یا اسلامیات یا اس طرح کے مضامین بھی پڑھاتے ہیں یا نہیں ؟

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا اس کے بارے میں اس وقت میں اتنا عرض کر چکا کر سکتا ہوں کہ جن مضامین کے امتحانات کے لئے لڑکوں

کو تیار کرتے ہیں ان کے امتحان باہر کی یونیورسٹی کو لینے ہوتے ہیں کیونکہ اس یونیورسٹی کے نصاب کے مطابق تیاری کرتے ہوں گے۔ اس سلسلے میں مزید جناب والا کیا اصرار کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : قریشی نوٹس۔ جناب پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! دراصل وزیر محترم مسئلے کی نوعیت کو پوری طرح سے واضح نہیں کر رہے ہیں۔ پاکستان میں دو قسم کے نظام تعلیم جاری تھے۔ موجودہ نظام کے اندر بھی ایک سرکاری اداروں کے اندر اور دوسرا پرائیویٹ اداروں میں۔ ۷۹-۱۹۷۸ء کی پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ یہاں ایک نظام بنایا جائے۔ اس لئے لازم کیا گیا تھا کہ پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر دونوں میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے اور ایک ہی نصاب ہو۔ لیکن ۱۹۸۳ء میں اس کو ایک معمولی سی ترمیم سے تبدیل کر دیا گیا جس نے اس پوری سکیم کو ختم کر دیا ہے۔ اب دوبارہ آپ اسی طرح دو نظام لا رہے ہیں۔ یہ اتنا آسان معاملہ نہیں ہے کہ یہ ان کے لئے ہے جو باہر کے امتحانات کے لئے تیار کر رہے ہیں بلکہ آپ نے اب دروازہ کھول دیا ہے کہ پاکستانی طلباء کو تیار کیا جائے کیمبرج کے لئے اور باہر کے اداروں کے لئے جس مقصد کو ختم کرنے کے لئے وہ قانون لایا گیا تھا۔

جناب چیئرمین : وزیر تعلیم۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا میں نے عرض کیا کہ ۱۹۸۳ء میں جو ترمیم ہوئی ہے وہ ترمیم یہی ہے کہ ہر پرائیویٹ ادارہ یہ بات نہیں کرے گا جس پرائیویٹ ادارے نے امتحانات ملک کے اندر دینے ہیں وہ تو اسی نظام کے مطابق تعلیم دیں گے جو سرکاری اداروں میں رائج ہے۔ کوئی سرکاری ادارہ ایسا نہیں ہے جس کا میڈیم آف انسٹرکشن انگلش ہے صرف وہ پرائیویٹ ادارے جو باہر کے نظام کے تحت امتحانات دلوانا چاہتے ہیں، صرف انہیں اجازت دی گئی ہے۔ سارے پرائیویٹ اداروں کو بھی اس بات کی اجازت نہیں ہے۔

[Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo]

Mr. Hasan A. Shaikh: 99% of the Students are of these Cambridge schools and they do not learn anything about Pakistan. Would you take steps to ban these Schools?

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! میں نے اپنے فاضل ممبر کے پہلے سوال میں عرض کیا ہے کہ میں اس معاملے کو examine کروں گا اور انشاءاللہ وہی اقدامات کئے جائیں گے جو ملکی مفاد میں ہوں گے۔

جناب چیئرمین : ایک میں عرض کردوں

According to Rules, any proposal which brings about a change in policy, I do not think, can be tackled by Questions and Answers. You will have to bring the substantial resolution on the subject and then it can be debated and discussed. This is the rule.

Mr. Hasan A. Shaikh: I do not speak of anything of the policy, if you Sir, see the reply, the reply says that it does not apply to Schools, following the foreign system. The existence of Schools depending upon foreign system, and the Students going to these Schools, becomes the relevant purpose of the question.

Mr. Chairman: The last question that you asked, was that all these Students studying in these private schools preparing for foreign examinations like the Cambridge Schools are all Pakistani.

Mr. Hasan A. Shaikh: Pakistani.

Mr. Chairman: And will the Minister consider that they must be taught these other subjects also or these Schools should be closed. This is what I was trying to point out to you. It means that by there questions and answers you want to bring about fundamental change in the policy. It cannot be done in this way.

Mr. Hasan A. Shaikh: I want the policy to be reconsidered.

Mr. Chairman: Now, I think that you have understood the implication of your question, I am sure.

Mian Mohammad Yasin Khan Wattoo: Sir, will you kindly permit me to say: I assure the honourable Senator, and the House that I will consider it.

(Interruption)

Mr. Chairman: Mr. Khursheed Ahmed will speak first.

پروفیسر خورشید احمد : ہم جناب والا! جناب وزیر صاحب کی یقین دہانی پر ان کے ممنون ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے اس لئے ان سے یہ گذارش ہے کہ ایوان کو کچھ وقت دیں تاکہ اس پر ایوان میں بحث ہوسکے۔ آپ تعلیم کی پالیسی ایوان میں بحث کے لئے لائیے

خصوصاً ذریعہ تعلیم کا مسئلہ ہے ہم اس پر سیر حاصل بحث کریں گے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو: جناب والا! پچھلے اجلاس میں بھی ایک فاضل ممبر نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ یہاں تعلیم کی پالیسی پر بحث ہو، اس تجویز کا میں نے اس وقت بھی خیر مقدم کیا تھا اور اب بھی اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ویسے جناب والا! میں اس معزز ایوان کو آپ کی وساطت سے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور ہم اس سلسلے میں اقدامات کر رہے ہیں۔ رائے عامہ سے بھی اور ماہرین سے بھی رابطہ قائم ہے۔ میں پہلے ہی اس سلسلے میں کام کر رہا ہوں۔ میری کوشش ہے کہ ماہرین تعلیم اور عوامی نمائندگان اور دیگر حضرات جو ہمارے تعلیمی نظام میں دلچسپی رکھتے ہیں، ان سب کو ساتھ ملا کر ان سے مشورہ کیا جائے، اس کے بعد جو مناسب فیصلہ ہو وہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، میرے خیال میں، میں نے ایک دفعہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایسے موضوع کو زیر بحث لانے کے دو طریقے ہیں یا تو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ریزولیوشن پیش کریں اور اس ریزولیوشن کے لئے ان کو پرائیویٹ ممبرز ڈے کا انتظار کرنا ہوگا اور پھر اس معزز رکن کو اس بات کا انتظار کرنا ہوگا کہ آیا ریزولیوشن قرعہ اندازی میں نکلتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ ریزولیوشن نکلتا ہے تو پھر اس پر بحث ہوگی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حکومت کے جو معزز ممبر ہیں وہ خود یہ ریزولیوشن لائیں تاکہ اس موضوع پر سینٹ میں بحث ہو سکے اور پروفیسر خورشید صاحب کا مدعا بھی یہی ہے کہ کسی مناسب موقع پر اس موضوع کو سینٹ میں زیر بحث لایا جائے۔

Through a resolution moved by a Government Member.

Mr. Javed Jabbar!

Mr. Javed Jabbar: Thank you Sir, just on a point of order; the information, Sir, surprises me, and the honourable Minister is not able to confirm the fact that most Cambridge Schools in Pakistan do insist on offering a subject "Pakistan Studies". I was also a student of a Cambridge School. So, it is incorrect for Mr. Hasan A. Shaikh to imply that all Cambridge Schools in Pakistan do not offer Pakistani Subjects.

Mr. Chairman: What the Minister said was that he does not have the information, but he will look into this.

میاں محمد یاسین خان وٹو : میں نے کہا ہے کہ میں اس کو ضرور examine کروں گا۔

Mr. Hasan. A. Shaikh: Mr. Javed Jabbar was present, I was also present, and it was stated that at that time in Cambridge Schools, Pakistani History, Pakistani Deeniyat and Pakistani Geography were not taught. He was gulted, I was gulted and therefore, I put that question.

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! میرا خیال ہے معزز ممبران آپس میں فیصلہ فرمالیں۔ بہرحال بل پر ضرور غور کروں گا۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۳۰۔

JUDGEMENTS OF THE FEDERAL SHARIAT COURT

30. **Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state:

(a) the number and date of all those judgements of the Federal Shariah Court in which it has declared any law or any part of a law as repugnant to the Holy Quran and Sunnah; and

(b) the action if any, taken on these judgements, stating the date and nature of the action taken?

جناب اقبال احمد خان : اس سوال کا جواب بعد میں دیا جائیگا، اطلاعات حاصل کی جا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۳۱

RECRUITMENT BY P.I.A. FROM JUNE, 1981 TO 1985

31. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state the number of persons freshly recruited in various grades in the PIA between June, 1981 and June, 1985?

Mr. Mohyuddin Baluch (The answer was given by Mr. Zain Noorani): The number of persons freshly recruited in various grades in the PIA between June, 1981 and June, 1985 is as following:—

Pay Group	Number of employees
1	2
Special	1
X	3
IX	6
VIII	18
VII	38
VI	88
V	82
IV	343

1		2
III	=	264
II	.. ..	27
I	.. ..	33
	Total	903

Note.—This figure of 903 does not include deputationists and contractuals, totaling 455 mainly in Security Services and Specialists. This number has been reduced to 139 as on Ist July, 1985.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال، پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : میرا سوال یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ نے پی آئی اے سے بڑے پیمانے پر لوگوں کو نکالا اور انہیں یہ کہا کہ یہ فاضل ہیں اور دوسری طرف آپ نے اسی تناسب میں نکالے گئے لوگوں کا ۵۵ فیصد دوبارہ بھرتی کر لیا۔ تو کیا محض یہ ایک کھیل نہیں تھا کہ کچھ لوگوں کو نکال لیا اور ان کی جگہ کچھ اور لے آئے ؟

Mr. Zain Noorani: Sir, I think substantive question on this issue is coming later on when it could be taken up. But as far as the present question is concerned, it is a question of employment, not of retrenchment. They are two diagonally opposite things and I very much doubt whether it can be taken up as a supplementary question and secondly, following your observation, this is a matter of policy. The removal of people under the Martial Law Regulation was a matter of policy. Can it be taken up as a question?

Mr. Chairman: I think the object of the honourable Member was different. That on the one hand, if there was retrenchment carried out in a particular Organization, it means that there was surplus staff. What justication did Government have at the same time to recruit fresh staff to fill those positions, unless the Government's position is that the staff which was retrenched was not fit for the Job.

Mr. Zain Noorani: Sir, that is coming in the subsequent question. Sir, it will not take a long time today, just now. But one thing I will mention over here that these appointments have been made in operational, Engineering and Maintenance fields. Induction of MBAs in Accounts, Air-Hostesses, in Customs' Services Department, Doctors and Nurses in Medical, Data processing personnel in the Automation, personnel for Security Services, cattering Specialists and trainee Engineers in the Engineering Departments is a different thing. These jobs were filled by specialists, where as the removal is of different type and of different categories of people.

[Mr. Zain Noorani]

Mr. Chairman: Will that do by the way of answer of the question? Professor Khursheed Sahib?

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! جو نکالے گئے ہیں ان کی کیٹیگریز بھی یعنہ وہی ہیں جیسا کہ ایک سے دس تک ہے۔

Mr. Chairman: Sorry, I could not follow the question.

پروفیسر خورشید احمد : جناب فاضل وزیر نے یہ وضاحت کی ہے کہ جن لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے وہ Specialized Jobs سے تعلق رکھتے تھے اور میرا سوال یہ ہے کہ جن کو نکالا گیا ہے وہ بھی Specialized Jobs سے تعلق رکھتے تھے، وہ بھی انہی کیٹیگریز سے تعلق رکھتے تھے اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ خاص لوگوں کو نکال کر کچھ خاص لوگ لانا چاہتے ہیں۔ میرے سوال کا یہی مقصد ہے۔

Mr. Zain Noorani: Sir, category may be the same but the job may be different. Specialized people may also be taken in the same category. The category is to determine the Scale of pay.

Mr. Chairman: Or the degree of skill may be different.

Mr. Zain Noorani: The degree of Skill may be different. One man may be getting the same, say salary, as another man, but this man is being employed for a specialized job which another man can not do.

Mr. Chairman: Next question, 32. I think, it may be taken as read.

P.I.A. Employees Relieved Under M.L.R. 52

32. *__Prof. Khurshid Ahmed__: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to inform as to how many employees, grade-wise of the Pakistan International Airlines were relieved under the MLR-52 from the date of its enforcement in 1981 upto the 30th June, 1985?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti): The total number of employees relieved under MLR-52 is 2068. Their grade-wise break-up is available at Annexure.

Annexure

P.I.A. PAY GROUPS

	I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	Spl	Total	Reinstated	Balance
(a) Dispensed with under Para 6 (MLR-52) ..	84	101	323	256	104	66	16	21	13	5	11*	1000	17	983
(b) Dismissed/Removed/Retired under Para 4 (1) (MLR 52)	35	15	98	71	17	20	1	8	2	1	2*	270	3	267
(c) Released under Redundancy Scheme Para 6 (MLR-52)	211	263	312	22	9	—	—	1	—	—	—	818	*Nil*	818

* Cockpit Crew.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ،

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میرا سوال چونکہ دونوں سے متعلق تھا اور میں ان کا فرق ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ دراصل گورنمنٹ نے امتیازی سلوک روا رکھا ہے ۔ کچھ لوگوں کو نکال کر اسی کیٹگریز میں دوسرے افراد کو بھرتی کیا ہے ۔ جو ملازمین نکالے گئے ہیں ، ان میں Technicians بھی تھے ، ان میں پائلٹ بھی تھے ، ان میں گراؤنڈ انجینئرز بھی تھے ، ان میں ایئر ہوسٹس بھی تھیں ، کیٹیگریز کئی ایک تھیں ، ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ جو بھرتی کئے گئے ہیں وہ مختلف کیٹیگریز میں کئے گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں سوال کا پہلے ہی جواب دیا جا چکا ہے ۔ اگلا سوال نمبر ۳۳ ، سید عباس شاہ ،

INDUS HIGHWAY PROJECT

33. *Syed Abbas Shah: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether the Indus High Way Project (Peshawar, Dera Ismail Khan, Karachi) has been dropped, if so, the reasons therefor;

(b) the amount of expenditure incurred on the said project and the value of machinery purchased for it;

(c) the persons responsible for the failure of the project; and

(d) the reasons for not giving the Peshawar, Dera Ismail Khan Highway the status of a National Highway?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti): (a) Yes. Due to paucity or funds.

(b) Total Rs. 390.294 million, Machinery Rs. 154.506 Million.

(c) Question does not arise.

(d) The proposal is under consideration.

سید عباس شاہ : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ۱۵ کروڑ ۴ لاکھ روپے کی مشینری کا کیا حشر ہوا اور یہ کیسے استعمال کی جا رہی ہے ؟

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Machinery was bought for Rs. 154.506 million and this was purchased when the orders to abandon the project were received from central Government. This machinery was sold back to the Government Institutions like NLC and Frontier Works Department and the Provincial Government and not to any Private Party.

Syed Abbas Shah: At what cost?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: At the cost of 84 million Rupees.

Mr. Chairman: Mr. Javed Jabbar!

Mr. Javed Jabbar: Is the Government willing to consider private party's participation in the construction of this Highway?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: If a Private Party wants to approach us, then we will consider it.

Mr. Chairman: Next question No. 34.

MACHINERY AND EQUIPMENT PURCHASED BY C.A.A.

34. *__Syed Abbas Shah:__ Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) the total cost of machinery and equipment purchased by the Civil Aviation Authority in the years 1983-84 and 1984-85 respectively;

(b) whether a regular procedure was adopted for purchasing these items *i.e.* whether public tenders were floated to the relevant supplies/ agents etc.;

(c) whether it is correct that the Civil Aviation Authority has purchased some equipments through persons, who were not in this business before, without adopting the normal procedure of tendering; and

(d) If the reply to (c) above be in the affirmative, the names of the Companies and their owners and the amounts of order placed on them?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti): (a) Cost of machinery and equipment purchased during the last two financial years is as:—

(Rs. in million)

Year	Cost
	Rs.
1983-84	56.89
1984-85	122.59
Total	179.48

[Mr. Mohyuddin Baluch]

(b) Yes, the purchases were made as per Procurement Regulations of the Civil Aviation Authority. The machinery and equipment have been purchased through open public tenders as well as through limited tenders issued to relevant suppliers/agents.

(c) No.

(d) Does not arise.

35.[*Transferred to Ministry of Religious Affairs and Minorities Affairs for* 25-8-1985.]

Mr. Chairman: Next question, No. 36.

COMMITTEES ON THE DRAFT OF 'QISAS AND DIYAT'

36. *__Qazi Abdul Latif:__ Will the Minister for Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state:

(a) the number of Committees of the former Majlis-i-Shoora constituted to work on the draft of "Qisas Diyat" codified in the Majlis-i-Shoora;

(b) the name of the Chairman of each committee;

(c) the number of members of each committee; and

(d) the number of meetings held by each committee and the total expenditure incurred thereon?

Mr. Iqbal Ahmed Khan: (a) Five Committees worked on the draft of Qisas and Diyat in the former Majlis-i-Shoora, namely:—

(1) Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.
(2) Standing Committee on Religious Affairs and Minorities Affairs.
(3) Special Committee on the Acceleration of Nizam-e-Islam in the Country.
(4) Select Committee on the Draft Law (Enforcement of Qisas and Diyat) Ordinance, 1981.
(5) Special Committee for Qisas and Diyat.

(b) The name of the Chairman of each committee is given below:

(1) Mr. S. Shrifuddin Pirzada, the then Minister for Law and Parliamentary Affairs.
(2) Mr. Muhammad Abbas Khan Abbasi, the then Minister for Religious Affairs and Minorities Affairs.
(3) Mr. Justice (Retd.) Khan Bashiruddin Khan.
(4) Ch. M. Altaf Hussain.
(5) Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, the then Minister for Information and Broadcasting.

(c) (1) Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs besides its Chairman consisted of ten members;
(2) Standing Committee on Religious and Minorities Affairs besides its Chairman consisted of eleven members.

(3) Special Committee on the Acceleration of Nizam-e-Islam in the Country besides its Chairman consisted of fourteen members;

(4) Select Committee on the Draft Law (Enforcement of Qisas and Diyat) Ordinance, 1981, besides its Chairman consisted of six members; and

(5) Special Committee for Qisas and Diyat besides its Chairman consisted of forty-three members.

(d) The number of meetings held by each Committee were as under:—

Sl. No.	Name of the Committee	Date of meetings	No. of meetings
1	2	3	4
1.	Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.	24-2-82 (Morning) 25-2-82 (Morning) 25-2-82 (Evening)	
		Total: Three meetings.	
2.	Standing Committee on Religious and Minorities Affairs.	22-6-82 7-8-82 8-8-82 9-8-82 10-8-82	
		Total: Five meetings.	
3.	Special Committee on the Acceleration of Nizam-e-Islam in the country.	11-12-82 12-12-82 13-12-82 2-1-83 3-1-83 4-1-83 5-1-83 6-1-83	
		Total: Eight meetings.	
4.	Select Committee on the Draft Law (Enforcement of Qisas and Diyat) Ordinance, 1981.	26-10-83 27-10-83 30-10-83 31-10-83	

	1-11-83	
	2-11-83	
	3-11-83	
	6-11-83	
	7-11-83	
	8-11-83	
	13-11-83	
	24-12-83	
	26-12-83	
	27-12-83	
	28-12-83	
	29-1-84	
	30-1-84	
	31-1-84	
	1-2-84	
	29-2-84	
	1-3-84	(Morning & Even-
	2-3-84	ing).
	3-3-84	
	4-3-84	(Morning & Even- ng).
	14-3-84	
	15-3-84	
	16-3-84	
	17-3-84	
	22-3-84	
	23-3-84	
	24-3-84	
	25-3-84	
	Total: thirty-five meetings.	
5. Special Committee for Qisas and Diyat.	9-4-84	
	10-4-84	(Morning & Even-
	11-4-84	ning).
	12-4-84	
	13-4-84	
	15-4-84	
	16-4-84	
	17-4-84	
	28-4-84	
	Total: Eleven meetings.	

The total expenditure incurred is as follows:—

	Rs.
(1) Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs	29,210
(2) Standing Committee on Religious and Minorities Affairs	29,958
(3) Special Committee on the Acceleration of Nizam-e-Islam in the country	60,455
(4) Select Committee on the Draft Law (Enforcement of Qisas and Diyat) Ordinance, 1981	117,980
(5) Special Committee for Qisas and Diyat	192,920
Total ..	430,523
Cost of printing charges on Qisas and Diyat Reports, etc.	103,295.65
GRAND TOTAL ..	533,818.65

Mr. Chairman: Next Question.

MAKTABS UNDER THE SCHEME OF MASJID MAKATIB

37. *__Qazi Abdul Latif:__ Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the number of Maktabs established under the Scheme of Masjid Makatib during the period from June, 1983 to June 1985:

(b) the year-wise and province-wise details thereof;

(c) the annual grant for expenditure per Masjid Maktab, during this period and

(d) the number of teachers working per Masjid Maktab alongwith the details of their salaries?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: (a) 4182 Mosque Schools were established in the country, from June 1983 to June, 1985.

(b) The annual break-up is as under:—

S. No.	Province	Year 83-84	Year 84-85
1.	Punjab	1582	1100
2.	Sind	—	400
3.	N.W.F.P.	175	125
4.	Baluchistan	400	400

(c) Separate accounts are not maintained for Mosque Schools. However, the annual budgetary provision comes to Rs. 10,224 for salaries and Rs. 5,000 for equipment per school on the average.

(d) The number of Teachers/Pesh Imams appointed in the Mosque Schools is given below : -

Year/Province	No. of Mosque Schools	No. of Teachers	No. of Pesh Imams
1983-84:			
Punjab	1582	1582	1582
Sind	—	—	—
N.W.F.P.	175	175	175
Baluchistan	400	390	313
1984-85:			
Punjab	1100	1100	1100
Sind	400	400	400
N.W.F.P.	125	125	125
Baluchistan	400	385	310

The short fall in Baluchistan is due to lower availability of personnel.

جناب حمزہ خان پلیجو : جناب یہ سندھ کے اندر مسجد سکولوں کی تعداد صفر ہے۔ کیا میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا سندھ کے

اندر مسلمان نہیں رہتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف یہ نہیں بلکہ وہاں کے پیش اماموں کو بھی ان کے روزگار سے محروم کیا گیا ہے آخر کار یہ کیوں ہے ؟

جناب چیئرمین : یہ غلطی نہیں ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں صرف تھے دوسرے سال ایک دم ۴۰۰ ہو گئے ہیں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : دوسرے سال ۴۰۰ ہو گئے ہیں۔ جناب والا ! پوزیشن یہ تھی کہ صوبائی حکومتوں نے یہ سکول کھولنے ہوتے ہیں اور پہلے سال صوبائی حکومت نے سندھ میں کوئی سکول نہیں کھولا لیکن دوسرے سال ۴۰۰ سکول کھولے ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ فیڈرل گورنمنٹ کو کام کرنا تھا اور اس نے نہیں کیا یہ صوبائی حکومت کو کرنا تھا اور اس نے نہیں کیا لیکن اس کے اگلے سال ۴۰۰ سکول اس نے کھول دئے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ مسجد سکولوں کا الگ حساب نہیں رکھا جاتا اس کے بعد آپ نے اوسطاً بتلایا کہ ۱۰۲۴ روپیہ سالانہ تنخواہوں پر خرچ ہوتا ہے اور پانچ ہزار روپیہ سالانہ ساز و سامان پر خرچ ہوتا ہے اس میں ذرا یہ تفصیل پوچھنا چاہتا ہوں کہ جہاں دو مدرس ہوتے ہیں وہاں پیش امام کی تنخواہ ماہوار کتنی ہوتی ہے ؟

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا ! پیش امام کو ڈیڑھ سو روپیہ آنریریم دیا جاتا ہے۔ تنخواہ نہیں دی جاتی۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ ان سکولوں کو دیدہ دانستہ طور پر ناکام بنانا چاہتے اور ان کی توہین کرانا چاہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ وہ وقت تو اتنا دیں لیکن اس کو آپ ۱۵۰ روپے دیتے ہیں اور اسی وجہ سے آپ نے اس سوال کو چھپایا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم علیحدہ نہیں دیتے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : نہیں جناب والا! ہم نے کسی بات کو چھپایا نہیں اور ایوان سے کوئی بات چھپائی نہیں جا سکتی۔ عرض صرف یہ ہے کہ پیش امام جو ہوتے ہیں ان کے دیگر ذرائع بھی ہوتے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر سکول نہیں ہے تو امام مسجد تو ہے وہاں پر یہ ایک ایڈیشنل بات ہوتی ہے کہ وہ آنریریم /۱۵۰ روپے ہم ان کو دیدیتے ہیں۔ لیکن وہ محکمے کے کل وقتی ملازم نہیں ہوتے۔

مولانا سمیع الحق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں محترم وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیگر ذرائع تو وزیر صاحبان کے بھی ہوتے ہیں اور تمام ملازمین کے بھی ہوتے ہیں۔ کیا دیگر ذرائع اور لوگوں کے نہیں ہوتے ؟

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! دیگر سے مراد یہ ہے کہ ان کا اصل کام جو ہے وہ تو پیش امام کا ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ پیش امام ملازمت چھوڑ کر اسی محکمے کے کل وقتی ملازم ہو جاتے ہیں۔ پیش امام تو وہ رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : وزیر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ جائز اور حلال دیگر ذرائع ہوتے ہیں۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جائز اور حلال دیگر ذرائع بطور پیش امام ان کے پاس ہوتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! مقصد یہ ہے کہ وہ سارے محلے کا محتاج رہے وہ ڈیوٹیاں کرتا رہے ایک طرف تو وہ ڈیوٹی ہے جو ۲۴ گھنٹے اس کے ذمے ہوتی ہے اور دوسری طرف آپ ۸ گھنٹے ان سے وہ دوسری ڈیوٹی بھی لیتے ہیں اور اس کو آپ /۱۵۰ روپے تنخواہ دیتے ہیں یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب، معذرت کے ساتھ، یہ سوال نہیں ہے،

یہ آپ کی رائے ہے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان سکولوں میں طلبا کی اوسط تعداد کتنی رکھی گئی ہے اور ان میں کتنا داخلہ ہے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : ایک مکتب میں اوسط تعداد تیس ۳۰ کے قریب ہے لیکن اس وقت میں یہ عرض نہیں کر سکتا کہ ان تمام سکولوں میں کتنے بچے اس وقت پڑھ رہے ہیں۔

Haji Akram Sultan: Sir, would the honourable Minister apprise this House that whether he is aware that some of these mosque schools are being run on self-help basis by the Private Sector and whether the Education Ministry would consider assisting such schools in some form or the other.

میاں محمد یاسین خان وٹو : اگر جناب والا! کسی جگہ پر اس طرح کے سکول ہیں تو یقیناً حکومت ان کی حوصلہ افزائی کرے گی اور میں جناب کی وساطت سے معزز ایوان کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کے میدان میں جو بھی کوئی اچھا کام کرے گا، کوئی ادارہ کھولے گا ہم ان کی حوصلہ افزائی کریں گے، خاص طور پر دیہات میں۔

قاضی عبداللطیف : سرحد کے اندر ۸۴-۱۹۸۳ء کے اندر ۱۷۵ سکول تھے اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے اندر ۱۲۵ رہ گئے ہیں۔ یہ رجعت قہقری کیوں ہو گئی ہے۔

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب وہ کہیں نہیں گئے۔ وہ بھی تھے اور یہ بھی ہیں۔ یعنی ایک سال میں ۱۷۵ کھولے گئے دوسرے سال میں ۱۲۵ کھولے گئے۔ یہ صوبائی حکومتوں کا کام ہوتا ہے انہوں نے یہی مناسب سمجھا۔

Haji Akram Sultan: I would like to bring to the notice of the honourable Minister that there are mosque schools being run by the Private Sector in Karachi and with one of them I am personally associated. They are being given step-motherly treatment not to be even recognized by the Directorate.

Mr. Chairman: He is prepared to consider that but that is private communication which can be passed on to the honourable Minister, thank you. Next question No. 38.

DEGREES OF WAFAQ-UL-MADARIS

38. *Qazi Abdul Latif: Will the Minister for Education by pleased to state:

(a) whether the Government has recognized the degree of Wafaq-ul-Madaris and treats the same as equivalent to the Master degree of Islamic Studies;

(b) the number of degree holders of Wafaq-ul-Madaris Ulema having been provided with employment in the Universities and colleges during the period from June, 1980 to June 1985; and

(c) the names of these Universities and Colleges?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: (a) Yes, the relevant degrees awarded by the four Wafaq-ul-Madaris/Tanzeem-ul-Madaris have been declared as equivalent to Master's degree in Islamic Studies/Arabic awarded by Universities of Pakistan for purposes of teaching and further studies in Islamiat/Arabic.

(b) The number of degree holders of Deeni Madaris provided employment in the universities and colleges under the administrative control of the Federal Government is as follows:—

	No. of teachers
(i) International Islamic University, Islamabad ..	1
(ii) Islamabad Model Schools/Colleges	2

(1) International Islamic University, Islamabad.
(2) Islamabad Model College for Boys, F-8/4, Islamabad.
(3) Islamabad College for Boys, G-6/3, Islamabad.

Mr. Chairman: Next Question.

LOSSES OF NATIONAL SHIPPING CORPORATION

39. *Mr. Muhammad Ibrahim Reki Baluch: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the measures adopted by Government to tide over the huge financial loss accruing to the Pakistan National Shipping Corporation during the last two years:

(b) whether it is a fact that the Government has spent huge amounts on the telecast of International games, held in Melbourne through a Satellite; and

(c) whether in view of the financial stringency faced by Government as indicated by the Minister himself the Government propose to avoid the huge unnecessary expenditure on telecasting international games through Satellite?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti) : World shipping is in the grips of one of the worst recession in history. The recession has continued through the last 4/5 years.

2. The Government has adopted the following measures to support Pakistan National Shipping Corporation to overcome the international shipping crisis:—

(a) Rs. 25.9 crores have been contributed towards its equity.

(b) Maximum public sector cargo support to PNSC at freight rates to be fixed by Freight Committee appointed by the Government.

(c) Private sector has been encouraged to ship by PNSC by granting the facility of making payment in rupee.

(d) Strict instructions have been issued to PNSC Management to economise and avoid wasteful expenditure wherever possible, to meet international competition.

3. Through these measures, PNSC has shown a vastly improved performance in 1984-85. From a position of heavy losses due to the unprecedented global shipping crisis, it is anticipated that PNSC will be in a better position in 1984-85.

4. Expenditure on live coverage of popular international sports events cannot be termed as unnecessary. They bring joy to millions of people from every walk of life in Pakistan. It is customary of large business organisations to provide through their own resources such healthy entertainment to the people of Pakistan. Government television media always looks up to large commercial organisations to sponsor telecast of major events. Without such sponsorship by commercial houses, the people of Pakistan could well be deprived of watching great exciting events of the world sport scene, more so when Pakistan itself is participating, as was the case in the final of the World Cup Cricket series in Melbourne, Australia, which was between Pakistan and India. Foremost, such telecast sponsorship provides PNSC an excellent avenue for advertisement, which is most essential for a commercial organisation like PNSC. The cost involved is not huge, much under Rs. 10 lacs, and PNSC often co-sponsors such events with other commercial houses to share the cost. It is not a high

[Mr. Mohyuddin Baluch]

price to pay for one of the largest business organisations in Pakistan. From a small expenditure, PNSC not only gains tremendous goodwill from the sport loving people of Pakistan but enjoys a great deal of media publicity from such sponsorship on the national level, which is very beneficial to it in its commercial business. The expenditure on such publicity is covered in the annual budget of the Corporation.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ۔

جناب محمد ابراہیم رکی بلوچ : شپنگ کارپوریشن جبکہ اتنے بڑے خسارے میں جارہی ہے تو کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ اس کو Disinvest کرکے پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیا جائے ۔

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, the World shipping is in the grips of one of the worst recession in history. The recession has been carrying on for the last 4,5 years. The Pakistan National Shipping Corporation has suffered losses to the tune of 35 Crores but Sir, the Government has been keen to our problems and a Committee was appointed, which have raised the equity by to 25.9 crores and the maximum public sector cargo support to PNSC, at freight rates to be fixed by the Freight Committee appointed by the Government, has been enforced. In the past Sir, any Government agency could import anything and to the agents, it could freight the articles themselves. Now, they will have to direct their goods through Shipping Corporation. Thus, the Shipping Corporation may stand to gain more business. So, Sir, the Private sector has been encouraged to ship by PNSC by granting the facility of making payment in Rupee. Private Sector can now book these items without paying foreign exchange in Rupees and the PNSC would be let to bring them. Strict instructions have been issued to PNSC Management to economise and avoid wasteful expenditure wherever possible, to meet international competition.

Mr. Chairman: I think, his question has been answered.

جناب محمد ابراہیم رکی بلوچ : جناب والا ! میں نے پوچھا ہے کہ جب شپنگ کارپوریشن اتنے بڑے خسارے میں جارہی ہے اور ہمارا ملک اس سالانہ خسارے کو برداشت نہیں کرسکتا تو کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ اس قسم کے کارپوریشنوں کو disinvest کرکے پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیا جائے ۔

جناب چیئرمین : وہ جواب میں فرمارہے تھے کہ اس کے shares dis-invest

کرنے کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کو بیچنے کیلئے تیار ہیں۔

Mr. Muhammad Ibrahim Reki Baluch: Thank you.

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh Sahib.

Mr. Hasan A. Shaikh: Is it a fact that some shipping companies in private sector like PNS and others are making rich profits, But the private sector companies which have been taken over by the Government were not making good profits. Why? Isn't that this Public Sector is losing so much? Is it not because you are employing people who are leaving the Navy and you are to find some avenues of employment?

Mr. Chairman: Jinab Nawabzada Sahib.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, the question is that through the above measures that I have already announced there is a great deal of improvement and, in 1984-85, the position is that the Shiping Corporation is now improving; there are no losses at the present moment.

Mr. Chairman: Thank you. Next question—Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro: 41, Sir.

Mr. Chairman: 41-Answer may be taken as read.....(Interruption)

Mr. Chairman: Sorry. No. 40 has been skipped, I think so. I am sorry.

COMPLETION OF NATIONAL HIGHWAY IN BALUCHISTAN

40. *__Mr. Muhammad Ibrahim Reki Baluch:__ Will the Minister for Communications be pleased to refere to his reply to para (a) of starred question no. 20 given in the Senate on the 8th July, 1985 and state the names of places in Baluchistan through which the National and International High Way pass?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Nawab Zada Abdul Ghafoor Khan Hoti): In Baluchistan Province the National Highways:—

N—25 pass through Uthal, Bela Khuzdar, Kalat, Mastung, Quetta and Chaman.

N—65 pass through Jhatpat, Bellpat, Sibi, Dadhar, Mach, Spezand and Sariab.

N—40 pass through (near Mustung) Nushki, Dalbandian, Noukundi and Kohe Taftan.

N—50 pass through Dhansar, Zhob, Musafarpur, Qila Saifullah, Muslimbagh and Kunchlak.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ۔

جناب محمد ابراہیم رکی بلوچ : ضمنی سوال، جناب چیئرمین! میرا سوال یہ نہیں تھا کہ یہ روڈز کہاں سے کہاں تک گزر رہی ہیں۔ بلوچستان میں ہم بھی رہتے ہیں، ہم وہیں پیدا ہوئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ روڈز کہاں سے کہاں جا رہی ہیں ۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ روڈز کہاں سے کہاں تک مکمل ہوئی ہیں۔ اور ان پر خرچہ کتنا آیا ہے ۔ ہم پوچھتے کچھ ہیں اور جواب کچھ ملتا ہے ۔

جناب چیئرمین : وہ تو اصلی سوال دیکھنا پڑے گا کہ اس میں کیا دریافت کیا ہے ؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : سر! میں پڑھ دوں، انہوں نے جو سوال پوچھا ہے ؟

جناب چیئرمین : جی پڑھیئے ۔

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, the question was—"Will the Minister for Communications be pleased to refer to his reply to part (a) of starred question No. 20 given in the Senate on the 8th July, 1985 and state the names of places in Baluchistan through which the National and International High Way pass?" He asked for the names, for which reply was given.

جناب محمد ابراہیم رکی بلوچ : سر! میں پوچھنا چاہتا ہوں، مستونگ نوشکی ، دالبندین ، نوکنڈی اور تفتان روڈ کی اس وقت کیا پوزیشن ہے ؟

Mr. Chairman: Have you got the information or you will require a fresh notice?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: This is, Sir, the Quetta-Mastung Road is termed as N-40 in the National High Way. The National High Way Board is engaged in consulting the feasibility study of the design of this road which is to be completed by December 1986. Rs. 911.64 million has been provided during 1985-86 for the improvement of this road.

To make this road to be of an international standard, about Rs. 440 million will be required during the next four years, which will not be possible through ADP.

Mr. Chairman: Mr. Baluch Sahib.

جناب محمد ابراہیم رکی بلوچ : کیا آنریبل وزیر بتا سکیں گے یہ روڈ کہاں تک مکمل ہے ۔ کون سے ایریا تک مکمل ہے From which to which area.

Mr. Muhammad Ibrahim Reki Baluch: Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, The information not available.

Mr. Chairman: Jinab Fazal Agha Sahib!

انجینئر سید محمد فضل آغا : سوال میں نیشنل اور انٹرنیشنل ہائی ویز کے متعلق پوچھا گیا ہے جبکہ انہوں نے specify نہیں کیا کہ کون سی ہائی ویز انٹرنیشنل ہے اور کون سی نیشنل ہے ۔ یہ بتایا جائے کہ بلوچستان میں انٹرنیشنل ہائی ویز اور نیشنل ہائی ویز کون سی گزرتی ہیں ۔

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Jinab, this is misnomer. There is no such thing as called an international High Way.

Mr. Chairman: Thank you. Next question. Jinab Ahmed Mian Soomro Sahib.

OFFICERS AND STAFF EMPLOYED IN P.I.A.

41. *__Mr. Ahmed Mian Soomro:__ Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) the numbers of all officers and staff employed in the Pakistan International Airlines from Group I to Group X;

(b) the break-up of the employees mentioned at 'A' above Province-wise showing separately Domicile of Sind (Urban) and Sind (Rural) employees; and

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

(c) the province-wise quotas fixed by the Federal Government for employees of Federal Government/autonomous bodies?

Mr. Mohyuddin Baluch (Answer was given by Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti): (a) Number of all officers and staff employed in PIAC from Pay Group-I to Pay Group-X is as follows:—

Pay Group	Number of Employees
X	41
IX	192
VIII	620
VII	597
VI	1111
V	2367
IV	4317
III	5524
II/I	2365
Total	17134

(b) Break-up of the employees mentioned at 'A' above province-wise showing separately domicile of Sind (Urban) and Sind (Rural):—

Province/Region	Number of Employees
Punjab	7558
Sind (Urban)	5962
Sind (Rural)	794
N.W.F.P.	1856
Baluchistan	521
Northern Area	131
Azad Kashmir	312
Total	17134

(c) The Provincial/regional quotas to be observed in filling vacancies reserved for direct recruitment to posts under the Federal Government which are filled on all Pakistan basis.

Province/Merit/Region	Percentage
Merit	10.00%
Punjab	50.00%
Sind (Urban)	7.6%
Sind (Rural)	11.4%
N.W.F.P.	11.5%
Baluchistan	3.5%
Northern/Tribal Area	4.0%
Azad Kashmir	2.0%

These quotas mentioned above apply only to senior appointments equivalent to B.S. 17 and above in an autonomous body administratively controlled by the Federal Government.

Mr. Chairman: Reply may be considered as read. Supplementary.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, question (b) I asked for the break-up of the employees mentioned at (a) above province-wise, showing scparately domicile of Sind (Urban) and Sind (Rural) Employees. Here, they have given the total. I request to the Minister that I would like the reply of each grade as given in (a) province-wise.

Mr. Chairman: They have given the reply—Punjab and..... (Interruption).

Mr. Ahmed Mian Soomro: What I wanted, Sir, was in each of the categories.....(Interruption).

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, but there is slight difference between wanting and asking. I want something in my heart..... (Interruption.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I have asked the breakup of the employees mentioned at (a) above province-wise showing, their domicile separately. I have asked for group 1 to 10. So, that is not clarified by my learned Minister?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, the question at (a) is the number of all officers, staff employed in the PIAC from Pay Group-I to Pay Group-X.

(b) is breakup of the employees mentioned at 'A' above province-wise showing separately domicile of Sind (Urban) and Sind (Rural), employees. This is the legality which has been done.

(Interruption).

Mr. Chairman: If the answer is not complete then I think you can ask in a fresh question.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I want to know the province-wise break-up of cach of the grades. I have asked for grades in (a) from 1 to 10 and in (b) I have asked for the provincial wise break-up in each of the grades mentioned at (a) above.

(Interruption)

Mr. Chairman: I think, there is a lacuna probably may be that something has gone missed in the translations or communications rather (b) says break-up of the employees mentioned at 'A' above. 'A' had been added province-wise if it had been added and grade-wise, the thing would have been cleared.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: He only asked for the grades, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: What (a) asks for, Sir.

Mr. Chairman: (a) asks for the total number and province-wise break-up.

Mr. Ahmed Mian Soomro: (a) the number of all officers and staff employed in the Pakistan International Airlines from Group I to Group X. When there the grades are shown, Sir, and (b) consequently they wanted to know their domiciles.

Mr. Chairman: I think, they require a fresh exercise so I end the controvaersy.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: If they mention in (a) grade-wise then this confusion would not be available but since it was not mentioned I am sorry of the.....(Interruption).

Mr. Chairman: The thing is, what I said that something is missing. But at any rate, I think you ask for putting in a fresh question.

(Interruption)

Mr. Ahmed Mian Soomro: In (c) Sir, says the quotas mentioned above apply only to senior appointments equivalent to BS-17 and above. in an autonomous body administratively controlled by the Federal Government. So, does the honourable Minister need to reply, does not apply to quotas below 17 grades. Is that what.....(Interruption).

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Yes, Sir, not in an autonomous body, I mean to say.....(Interruption).

Mr. Chairman: The question hour is over. Next question.

PROVINCE WISE AND GRADE WISE NUMBER OF EMPLOYEES IN ASF

†42. *Mr. Ahmed Mian Soomro: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) the number of employees, grade-wise and province-wise, in the Airport Security Force, showing their domicile separately as Sind (Urban) and Sind (Rural);

(b) the manner in which recruitment was made for employment in the said department; and

(c) whether all the provinces have adequate representation as per their quota prescribed by the Federal Government in the said organization and if not, reasons thereof?

*Mr. Mohyuddin Baluch: (a) The number of employees, grade-wise and province-wise, in the Airport Security Force, showing their domicile separately as Sind (Urban) and (Rural) is given in the list as Annexure 'A'.

(b) A copy each of Notification No. 236/76 dated 23rd January, 1976, and No. 1071/81, dated 20th May, 1981, which contain method, qualification and other conditions for appointment to various posts in ASF is placed below as Annexure 'B'.

(c) Yes. All the provinces are adequately represented except for the Province of Sind in which there is a short fall of 175 persons due to lack of requisite qualifications. The existing 265 vacancies in ASF will be filled up by giving priority to the persons of Sind domicile so that the short fall is made up.

†The Question hour being over, the remaining starred questions No. 42 to 44 together with their replies were placed on the Table of the House.

Annexure 'A'

THE NUMBER OF EMPLOYEES GRADE-WISE AND PROVINCE-WISE IN ASF SHOWING THEIR DOMICILES SEPARATELY

S. No.	Rank	Grade	Sanctioned Strength.	Persons in position	Punjab	Sind		N.W.F.P.	Baluchistan	Fata/NA	AK
						Urban	Rural				
1.	Force Commander	20	1	1	1	—	—	—	—	—	—
2.	Deputy Directors	18+150	4	3	1	1	—	1	—	—	—
3.	Assistant Directors	18	14	12	8	2	—	2	—	—	—
4.	Security Officers	17	52	48	28	3	5	8	1	2	1
5.	Assistant Security Officers	16	239	190	139	13	8	23	1	2	4
6.	Inspectors	14	397	385	257	20	38	56	8	3	3
7.	Sub-Inspectors	11&7	405	386	239	40	37	47	7	6	10
8.	Assistant Sub-Inspectors	7&5	599	552	356	47	48	73	13	10	5
9.	Guards	3&2	2689	2558	1599	221	127	362	143	70	36
			4400	4135	2628	347	263	572	173	93	59

Annexure B

RECRUITMENT AND PROMOTION RULES OF ASF FRAMED IN 1976 UNDER CIVIL SERVANTS (APPOINTMENT, PROMOTION AND TRANSFER) RULES, 1973.

No. 236/76. *Dated* 23*rd January*, 1976.

In pursuance of sub-rule (2) of rule 3 of the Civil Servants (Appointment, Promotion and Transfer) Rules, 1973, the following method, qualifications and other conditions are laid down for appointment to the post of :—

(i) Director and Force Commander, Airports Security Force—Grade 19.

(ii) Deputy Director (Security)—Grade 18 *plus* Special Pay of Rs. 150 p. m.

(iii) Assistant Director (Security)—Grade 18.

(iv) Security Officer—Grade 17.

(v) Assistant Security Officer (Male)—Grade 16.

(vi) Assistant Security Officer (Female) Grade 16.

2. **Method of Appointment.**—(i) The post of Director and Force Commander, Airports Security Force, shall be filled by promotion, failing which, by transfer.

(ii) The post of Deputy Director (Security) and Assistant Director (Security) shall be filled by promotion, failing which, by direct recruitment transfer.

(iii) The post of Security Officer shall be filled 25% by promotion and 75% by direct recruitment.

(iv) The post of Assistant Security Officer (Male) shall be filled 50% by promotion and 50% by direct recruitment.

(v) The post of Assistant Security Officer (Female) shall be filled 50% by promotion and 50% by direct recruitment.

Note.—For the present the posts meant for promotion shall be filled by direct recruitment. However, the promotion quota shall be made good as soon as eligible persons for promotion are available.

3. **Conditions for Promotion :** Promotions to posts in column 2 below shall be made by selection from amongst the persons who hold the posts specified in column 3 and possess the qualifications and experience prescribed in column 4.

Sr. No.	Name of the Post	Persons Eligible	Conditions of Eligibility
1.	Director and Force Commander Airports Security Force, Grade 19.	Deputy Director (Security)	12 years service in Grade 17 and above.
2.	Deputy Director (Security). Grade 18 with special pay.	Assistant Director (Security)	7 years service in Grade 17.
3.	Asstt. Director (Security), Grade 18.	Security Officer.	5 years service in Grade 17.
4.	Security Officer, Grade 17	Assistant Security Officer.	3 years service in Grade 16.
5.	Asstt. Security Officer, Grade 16.	Inspector (Security), Security Supervisor, Aerodrome Operator (Security).	5 years service in Security.

4. **Qualifications|Conditions for Transfer.**—Appointments by transfer shall be made from amongst the persons holding appointment on a regular basis in the same grade in which the post to be filled exists, provided the person concerned possesses the qualification|experience prescribed for direct recruitment or promotion to the post concerned.

5. **Qualifications, Experience and Age-limits for Direct Recruitment.**—A candidate must possess the educational qualifications and experience and must be within the age limits as mentioned against the post concerned in the schedule to this notification :

Provided that maximum age limits shall be relaxed by 3 years in the case of candidates belonging to Scheduled Castes, Buddhist Community, recognised tribes, of the Tribal Areas, Azad Kashmir and Northern Areas District of Gilgit, Ghizar, Skardu, Ghanche and Diamir in accordance with the instructions issued by the Establishment Division. Maximum age limit will be relaxable for Government servants having five years service :

Provided further that the age shall be relaxed in case of existing staff of the Security Organization of the Department of Civil Aviation.

6. **Probation.**—Persons appointed by promotion or direct recruitment shall be on probation for a period of one year. This period may be curtailed for good and sufficient reasons to be recorded, or if considered necessary, it may be extended for a period not exceeding one year as may be prescribed at the time of appointment. Appointment on probation shall be subject to the provisions of Article 6 of Civil Servants Act, 1973.

7. This notification issues with the concurrence of the Establishment Division.

SCHEDULE

[*See* para 5]

Sl. No.	Designation and Grade of the Post	Qualifications and Experience	Age-limits	
			Maximum	Minimum
1	2	3	4	5
1.	Deputy Director (Security) . .	(a) Graduate. (b) 9 years experience in military or Civil Department in a responsible position of at least a Grade 17 officer and at least 3 years experience of intensive and full time security matters. (c) Experience in Security matter of Civil Aviation and Airlines preferable.	45	30
2.	Assistant Director, (Security) Grade 18.	(a) Graduate . . . . (b) Ability to understand and appreciate the delicate problems or to suggest ways and means to check Hijacking, sabotage of equipment, aircraft and protection of key points.	45	25

1	2	3	4	5
		(c) 5 years experience in Civil or Military Department in a responsible position of at least a Grade-17 officer and at least 2 years experience in security jobs.		
		(d) Specialised training in security measures, techniques and problems will be an additional qualification.		
3. Security Officer, Grade-17 ..		(a) Graduate.	45	25
4. Asstt. Security Officer, Grade-16.		(b) Should be able to understand and appreciate the delicate problems or to suggest ways and means to check hijacking, sabotage of equipment, aircraft and protection of key points.		
		Desirable :		
		(c) Five years experience for Grade-17 and three years (for Grade-16 post) in security measures at Civil or Military Airports in protection of critical area, control of entry of persons in Terminal Buildings, control of vehicular traffic and armed guards.		
5. Assistant Security Officer (Female), Grade-16.		(a) Graduate.	45	25
		(b) Ability in conducting personal and baggage search of lady passengers.		

1973, the following method, qualifications any other conditions are laid down for appointment to the post of :—

(i) Assistant Security Officer ..	Grade-16
(ii) Inspector (Security)	Grade-11
(iii) Sub-Inspector (Security) ..	Grade-7
(iv) Assistant Sub-Inspector (Security).	Grade-5
(v) Security Guard-I	Grade-3
(vi) Security Guard-II	Grade-2

2. Method of Appointment.—(i) All the posts of Assistant Security Officer (Grade-16) and Sub-Inspector (Grade-7), 50% of the posts of Inspector (Grade-11) and Assistant Sub-Inspector (Grade-5) and 60% of the posts of Security Guard-I, shall be filled by promotion.

1	2	3	4	5
		(ii) The remaining 50% of the posts of Inspector (Grade-11) and Assistant Sub-Inspector (Grade-5), 40% of the posts of Security Guard-I and all posts of Security Guard-II, shall be filled by direct recruitment. Provided that the posts falling in promotion quota may be filled by direct recruitment in case of non-availability of eligible candidates.		

(Aviation Division)

No. 1071/81 :

Dated 20-5-81

In pursuance of sub-rule (2) of rule 3 of the Civil Servants (Appointment, Promotion and Transfer Rules).

3. **Condition for Promotion.**—Promotions to posts in column 2 below shall be made by selection from amongst the persons who hold the posts specified in column 3 on regular basis and possess the qualification and experience prescribed in column 4.—

Sr. No.	Name of post	Persons eligible	Conditions for eligibility.
1.	Assistant Security Officer (Grade-16).	Inspector (Security). (Grade-11).	5 year's service in Grade 11 and passing of Departmental Examination prescribed in consultation with the Establishment Division.
2.	Inspector (Security) (Grade-11).	Sub-Inspector (Security), (Grade-7).	3 years' service in Grade 7 with successful completion of the prescribed Departmental Training.
3.	Sub-Inspector (Security. (Grade-7).	Assistant Sub-Inspector (Security), (Grade-5).	3 years' service in the Grade.
4.	Assistant Sub-Inspector (Security), (Grade-5).	Security Guard-I (Grade-3).	3 years' service in Grade-3 with successful completion of prescribed Departmental Training.
5.	Security Guard-I (Grade 3)	Security Guard-II (Grade-2).	2 year's service in the Grade.

4. **Qualification, Experience and Age-Limits for Direct Recruitment.**—A candidate must possess the educational qualification and experience and must be within the age limits as mentioed against the post concerned in the schedule to this notification, provided that :—

(i) The maximum age limits will be relaxed by 3 years in the case of candidates belonging to Scheduled Castes, Bhuddist Community, recognised tribes of the Tribal Areas, Azad Kashmir and Northern Areas (Districts of Gilgit, Ghizar, Skardu, Ghanche and Diamir), in accordance with the instructions issued by the Establishment Division.

(ii) Maximum age limits will be relaxable for Government Servants by a maximum of 10 years provided the candidate has at least 2 years continuous Government service at his credit and is under 55 (where applicable).

(iii) The upper age limit shall also be relaxable for ex-servicemen by a maximum of 10 years or by the number of years of their service, whichever is less.

(iv) Upper age shall also be relaxable by 3 years in case of higher qualification.

5. **Probation.**—Persons appointed by promotion or direct recruitment shall be on probation for a period of one year. This period may be curtailed for good and sufficient reasons to be recorded, or is considered necessary, it may be extended for a period not exceeding one year as may be prescribed at the time of appointment. Appointment on probation shall be subject to the provisions of Article 6 of Civil Servants Act, 1973.

6. This notification issues with the concurrence of the Establishment Division.

SCHEDULE

(*See* para 3)

Designation and Grade of the post	Qualifications and Experience	Physical Standard	Age limit	
			Max.	Min.
1	2	3	4	5
1. Assistant Security Officer (Male and Female) (Grade-16).	(a) Graduate. Relaxable to Matriculation of equivalent Armed Forces Education Test for *Ex*-Servicemen (JCOs).	*for Male* Wieght : 54 Kg. Chest : 81—86 cm. Height 165 cm.	35	25
	(b) 5 years experience in security matters preferably in Military/Para-Military Services.	*for female :* Weight : 45 Kg. Height : 155 cm.		
2. Inspector (Security) Grade-11 (Male and Female).	Graduate *OR* Matriculation (or equivalent qualification) with 5 years experience in Military/Para-Military Service.	Do.	25	18
3. Sub-Inspector (Grade-7) (Male and Female).	Intermediate. *OR* Matriculation (or equivalent qualification) with 3 year experience in Military/Para-Military Service.	Do.	Do.	Do.
4. Assistant Sub-Inspector (Grade-5) (Male and Female).	Matriculation. *OR* AEC 1st class (or equivalent qualification) with 3 years experience in Military/Para-Military Service.	Do.	Do.	Do.
5. Security Guard-I (Grade 3) (Male and Female).	Class 8th. Relaxable to Primary or equivalent Armed Forces services Test in respect of *Ex*-Servicemen.	Do.	Do.	Do.
6. Security Guard-II (Grade 2) (Male and Female).	Primary pass.	Do.	Do.	Do.

[No. Sec-1 (70)/75].

S. M. TAHIR,
Section Officer.

Mr. Chairman: Next Question No. 43.

GRADE WISE NO. OF EMPLOYEES FROM SIND IN C.A.A.

43. *Mr. Ahmed Mian Soomro: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) the number of employees, grade-wise and province-wise, in the Civil Aviation Authority, showing separately Sind (Urban) and Sind (Rural);

(b) the manner in which recruitment was made in the said department; and

(c) Have all the provinces been given their quotas, as prescribed by the Federal Government; if not, the reasons therefor?

Mr. Mohyuddin Baluch: (a) The number of employees grade-wise and province-wise, in Civil Aviation Authority showing separately Sind (Urban) and Sind (Rural) is enclosed as Annexure 'A'.

(b) Recruitment in Civil Aviation Authority is made by promotion, direct recruitment and on contract basis through properly constituted promotion selection Boards.

(c) Provincial/regional quota as laid down by the Federal Government is being observed in Civil Aviation Authority. There is slight short fall in the Provinces of NWFP, Baluchistan and Sind (Rural) which is due to non-availability of qualified candidates.

Annexure-'A'

DOMICILE-WISE BREAK UP OF OFFICERS & STAFF OF CAA FROM PAY GROUP 2 TO 11 (EQUIVALENT BPS 3 TO 20)

Group/BPS	Punjab		Sind	Baluchistan	NWFP	A/K	N. Area	FATA	Total
	Urban		Rural						
DG, CAA	1	—	—	—	—	—	—	—	1
11 20	4	3	—	—	1	—	—	—	8
10 19	21	8	—	—	2	—	—	—	31
9 18	72	24	7	—	14	1	—	—	118
8 17	120	60	24	8	17	4	—	1	234
7 16	138	93	6	2	20	—	1	—	260
Ex-Cadre	4	4	—	1	2	—	—	—	11
6 14 & 15	150	63	12	—	19	1	—	—	245
5 11, 12 & 13	262	110	48	3	51	2	5	—	481
4 7,8,9, & 10	310	160	57	9	53	4	11	—	604
3 5, 6	350	230	83	10	68	3	16	—	760
2 3 & 4	106	73	14	14	47	2	9	—	265
Total ..	1538	828	251	47	294	17	42	1	3018

Mr. Chairman: Next Question.

TELEPHONE CONNECTIONS IN BALUCHISTAN

44. ***Mr. Muhammad Ibrahim Reki Baluch**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the number of applications pending for grant of telephone connections in Baluchistan on 31st July, 1985;

(b) the number of applicants in Baluchistan who have been provided telephone connections from January, 1984 upto 31st July, 1985; and

(c) the measures proposed to be adopted to provide the facility of telephone in those areas of Baluchistan where it does not exist at present?

Mr. Mohyuddin Baluch: (a) 4,787.

(b) 5,294.

(c) During current Annual Development Programme, 1985-86, the following provision are being made:—

(i) 4 new small exchanges are being opened.

(ii) 14 Public Call Offices are being converted into exchanges.

(iii) 30 new Public Call Offices are being opened.

(iv) 11 small exchanges are being expanded.

(v) 8 Manual exchanges are being converted into Auto Exchanges.

(vi) 2 New Auto Exchanges are being installed.

(vii) Capacity of 2 Auto Exchanges is being increased.

(vii) 2000 New Telephone Connections will be provided during 1985-86 in Baluchistan.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں نے ۲۸-۷-۸۵ کو دو تحاریک استحقاق بھیجی تھیں اور ایک بعد والی تحریک استحقاق پیش تو ہوئی لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کس طرح دبا لی گئی ہیں اور اس کی وجوہات کیا تھیں؟

جناب چیئرمین : وہ زبانی تو مجھے یاد نہیں ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : لیکن اس کا موضوع تھا کہ بھارت میں مسلمان پولیس والوں کو داڑھی رکھنے پر پابندی لگا دی گئی ہے یہ اعلان بھارت حکمران کانگریس پارٹی کے ترجمان اخبار "قومی آواز" کے مطابق بھارت کے صوبہ کیرالا کی پولیس کے سربراہ نے کہی ہے اس پابندی کی وجہ سے پوری مسلمان قوم میں بے چینی پیدا ہوئی ہے اور شعائر اسلام کی توہین ہوئی ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ مجھے یاد ہے اس کو reject کیا گیا تھا کیونکہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی تھی ۔ چیمبر میں اس کو reject کیا تھا آپ کو ان کی وجوہات بھی communicate کی گئی تھیں یعنی آپ کو ہم نے بھیجی ہوئی ہیں ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : دوسری سرگودھا کی خبر تھی کہ مریضوں کی جان بچانے والے ٹیکے جعلی نکلے ۔

جناب چیئرمین : وہ بالکل Provincial قسم تھا اور اس کو ہم نے disallow کیا ہوا ہے ۔ آپ کو اطلاع ملنی چاہیئے ۔ میں اس کا پتہ کروں گا کہ آپ کو کیوں نہیں پہنچی ۔

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین صاحب ! میری بھی یہی گذارش تھی کہ میری دو تحریکیں تھیں اس کے بعد کی آگئیں مجھے اس کی اطلاع بھی نہیں ملی اور نہ وہ واپس کی گئی ہیں ۔

جناب چیئرمین : جہاں تک سیکریٹریٹ کا تعلق ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اطلاع سب کو بھیجی گئی ہے، کس پتے پر بھیجی گئی ہے اس کا میں دریافت کروں گا۔ پہلے بھی میں نے عرض کیا تھا کہ اگر کسی صاحب کو اپنے استحقاق کے بارے میں یا کوئی بھی شکایت ہو یا کوئی استفسار کرنا ہو تو وہ بڑی خوشی سے میرے دفتر میں تشریف لا سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق : جناب معلوم تک نہیں ہو سکا کہ منظور ہوئیں یا مسترد کر دی گئیں ہیں؟

جناب چیئرمین : اگر معلوم ہی کرنا ہے تو پاس کا میں جوابدہ ہوں گا آپ بے شک تشریف لائیں میں بتا دوں گا۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : ایک ہی چھٹی کی درخواست ہے جناب فضل سید میاں کی ہے انہوں نے گھریلو مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۸ اور ۱۹ اگست کی رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : دوسری جناب چنا ری صاحب کی درخواست تھی لیکن اب وہ خدا کے فضل سے موجود ہیں لہذا انہوں نے درخواست واپس لے لی ہے۔

Mr. Chairman: Motion No. 3 standing in the name of Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I am not moving it Sir.

Mr. Chairman: You are not moving. Thank you very much.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I don't want to give you trouble of ruling it out.

Mr. Chairman: Well, then the next one also stands in your name. Are you not moving it also?

Mr. Ahmed Mian Soomro: Not moving Sir.

Mr. Chairman: Thank you very much. Then, we come to another one. This is by Professor Khurshid Ahmed.

Prof. Khurshid Ahmed: Unfortunately I cannot afford to be that generous.

PRIVILEGE MOTION *Re*: FAILURE OF THE GOVERNMENT IN PLACING THE REPORTS OF C.I.I. BEFORE THE HOUSE.

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
میں رول نمبر ۱۵ کے تحت یہ تحریک التواء پیش کر رہا ہوں۔

In the opinion of this House a serious breach of the privilege of the Senate of Pakistan has been caused by the total neglect on the part of the Federal Government of the directives of this House expressed in resolution unanimously adopted by the Senate on 13th July, 1985 asking the Federal Government to place before the House all the reports of the Council of Islamic Ideology presented to the Government between July, 1977 and July, 1985 alongwith a report on actions taken to implement them. Despite the passage of five weeks the said reports have not been placed before the House which amounts to an open and flagrant violation of Senate Directives. The House should therefore resolve what action may be taken to establish the authority of the Senate in respect of a matter which is its direct constitutional responsibility.

Mr. Chairman: Would you like to say something in deliberation of the motion?

پروفیسر خورشید احمد : میں نہایت اختصار سے صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اب مارشل لاء کے دور سے نکل کر جمہوری دور کی طرف جا رہے ہیں۔ اس میں ایک نفسیاتی تبدیلی کی بھی ضرورت ہے اور وہ نفسیاتی تبدیلی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ماضی میں چیزیں جمع ہوتی رہی ہیں اور ایوان کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا رہا، اب وہ صورت حال بدلے اور حکومت ان چیزوں کا بروقت نوٹس لے، بروقت response کرے۔ جو Accountability کا نظام دستور میں provide کیا گیا ہے اس کو وہ response کرے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین : آٹھ سال تو ایوان تھا ہی نہیں۔

برادر فیصر خورشید احمد : چاہے نہ ہو پانچ مہینے سے تو ہے ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو عادت پہلے پڑ گئی ہے وہی ان پانچ مہینوں میں بھی جاری ہے ۔ میرا مدعا یہی ہے کہ اب یہ ظاہری فرق واقع ہو چکا ہے ۔ اب حکومت کو اس آٹھ سال کی روش کو بدلنا ہو گا ۔ اور یہ ایوان یا پارلیمنٹ جب اور جس معاملے میں مطالبہ کرے حکومت کا فرض ہے کہ اس کا response کرے ۔

دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف ایوان کی اس قرار داد کی رو سے ہی نہیں بلکہ دستور کی آپ دفعہ ۲۳۰ شق (۴) دیکھیں تو اس کی رو سے بھی یہ بات حکومت پر لازم ہے چاہے یہ ایوان یا کوئی اور ایوان یہ مطالبہ بھی نہ کرے ۔

"**Article 230 (4):** The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt, and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report."

میرے علم کی حد تک اسلامک آئیڈیالوجی کونسل مئی ۱۹۸۳ء میں معرض وجود میں آئی اس کے معنی یہ ہیں کہ جو رپورٹیں بھی انہوں نے دیں وہ لازماً مئی ۱۹۸۴ء سے پہلے پہلے دیں اس دستور کی رو سے چھ ماہ کے اندر اندر آجانا چاہیئے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ۲۳ مارچ کے بعد حکومت کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ ان رپورٹس کو قومی اسمبلی اور سینٹ کے سامنے لاتی ۔ حکومت نے اس پر عمل نہیں کیا ۔ پانچ ہفتے پہلے سینٹ نے مطالبہ کیا کہ لاؤ اس کے بعد یہ نہیں لائے بلکہ معافی بھی نہیں مانگی ۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے ۔ حکومت کو اپنا رویہ بدلنا چاہیے ۔ یہ نفسیاتی تبدیلی ضروری ہے ۔ اس کے بغیر آپ ایوان کے کوئی حقوق ادا نہیں کر سکتے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب وزیر انصاف صاحب!

جناب اقبال احمد خان : جناب پچھلے اجلاس میں جو Resolution Adopt ہوا تھا۔ وہ اس طرح سے ہے۔

"The Government may lay the reports, whether interim or final, of the Council of Islamic Ideology before this House together with the details of the action taken thereon....."

یہ جناب تجویز تھی۔ ویسے محترم سینیٹر خورشید احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ اُس تجویز کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ آئین کے اندر واضح طور پر آرٹیکل نمبر (۴) ۲۳۰ میں requirement موجود ہے۔ اب اس میں یہ ہے کہ چھ ماہ کے اندر تاریخ وصولی ہے اب جناب چھ رپورٹیں ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۴ء تک کی ہیں اور اس کے علاوہ پندرہ سے زیادہ رپورٹیں مختلف قوانین کے اوپر علیحدہ علیحدہ دی ہوئی ہیں۔

اس دوران میں چونکہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں بند تھیں اس لئے کونسل کی طرف سے ہمیں کوئی رپورٹ موصول نہ ہوئی اس مقصد کے لئے جو آرٹیکل (۴) ۲۳۰ کے تحت ہم قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں، سینٹ میں پیش کریں۔ ہمیں پہلی دفعہ جناب جون ۱۹۸۵ء میں موصول ہوئی ہیں، اور اس لحاظ سے ہم چھ مہینے کے اندر اس ایوان میں اور آئین کے تحت جن ایوانوں کا ذکر موجود ہے ان میں lay کر سکتے ہیں۔ چونکہ جو تجویز اس سینٹ نے پاس کی تھی اس میں کوئی time limit نہیں دی گئی۔

اس کے علاوہ جناب اس تجویز میں یہ دیا گیا تھا کہ ساتھ یہ رپورٹ بھی دیں کہ ان رپورٹوں میں گذشتہ سالوں میں کس طرح عمل درآمد ہوا۔

کونسل کی سفارشات مختلف محکمہ جات سے متعلق تھیں جس کے متعلق

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ہم نے تمام محکمہ جات سے استفسار کیا ہے کہ ان پر جو عمل درآمد کیا گیا ہے اس کی تفصیل ہمیں مہیا کریں۔ اس وجہ سے میری عرض ہے کہ استحقاق کا سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہم نے نہ تو تجویز کی خلاف ورزی کی ہے اور نہ ہی آئین کی کسی شق کی خلاف ورزی کی ہے۔ البتہ ایک چیز آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ یہ اتنی ضخیم رپورٹیں ہیں جو ایک دن میں پرنٹ نہیں ہو سکتیں۔ جب یہ تیار کی گئیں تو اس وقت اسمبلی نہیں تھی اس لئے ان کی زیادہ کاپیاں طبع نہیں ہوئیں۔ اب ہمیں ہزار ہا کاپیاں چاہییں کیونکہ قومی اسمبلی، سینٹ، اور صوبائی اسمبلیوں میں بھی پیش کرنی ہیں۔ ہم نے ان کی چھپائی کا آرڈر دے دیا ہے۔ اور وہ جو چھ ضخیم رپورٹیں ہیں ان کے علاوہ جو individual قوانین ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ دو سے تین مہینے تک یہ چھپائی کا کام مکمل ہو گا اور اس دوران یہ بھی توقع ہے کہ ہم نے جو محکمہ جات سے استفسارات کئے ہوئے ہیں وہ بھی آجائیں گے جونہی یہ رپورٹیں مکمل ہوتی ہیں چھپائی اور محکمہ جاتی رپورٹیں موصول ہونے کے بعد اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا اور بہرحال آئین میں دی گئی مدت کے مطابق جس تاریخ کو موصول ہوئی ہیں اس مدت کے اندر اندر پیش کر دی جائیں گی۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں پہلی چیز تو یہ ہے کہ میں وزیر انصاف کا ممنون ہوں انہوں نے کم از کم یہ وضاحت کی اور ہم اور زیادہ ممنون ہوتے اگر وہ کسی تحریک کے بغیر ایوان کے علم میں اتنی بات لے آتے۔ کیونکہ یہ حکومت ادھورے جواب دینے میں مہارت رکھتی ہے اور ہم ہر سیشن

میں دیکھتے ہیں کہ کبھی ۱/۹ جواب آرہا ہے اور کبھی ۱/۲ جواب آرہا ہے اگر یہ بات بھی آجاتی کہ ہم ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہیں اور اگر ہیں تو اس کی کچھ رپورٹ لے آتے اور باقی بعد میں لے آئیں گے۔ تو شاید یہ سوال پیدا نہ ہوتا۔

دوسری بات دستوری ہے اور وہ یہ ہے - کہ وہ رپورٹس جس زمانے میں موصول کی گئیں جبکہ یہ دستور ایک حد تک موجود تھا یعنی یہ پوری طرح نہیں تھا بلکہ suspend party held in تھا لیکن فیڈرل کونسل موجود تھی وہ آئینی ادارہ تھا abeyance پھر یہ رپورٹیں کیوں جمع ہوتی رہیں۔ ویسے میں دستوری جواب چاہتا ہوں کہ کیا قانونی طور پر یہ بات ضروری نہیں تھی کہ اس زمانے میں جتنی رپورٹیں جمع ہوئی ہیں اس ایوان کے وجود میں آنے کے بعد اپنے آپ ان کو یہاں لایا جاتا کیونکہ آئندہ جو بھی رپورٹ آئے گی وہ چھ ماہ کے بعد آئے گی۔

جناب چیئرمین : مجھے اس سے اتفاق ہے۔ وزیر انصاف صاحب۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! آرٹیکل ۲۳۰، دس مارچ سے revise ہوا ہے۔ جب وہ revised ہوا تو کونسل نے ہمیں باضابطہ طور پر اس مقصد کے لئے رپورٹیں بھیجیں جو ہمیں جون کے مہینے میں موصول ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ اس اسمبلی میں آئندہ جو بھی عمل ہوگا وہ آئین کے مطابق کیا جائیگا اور آئین کی جو بھی requirements ہیں وہ بروقت ہوا کریں گی اور جو بھی رپورٹس ہیں اور جو بھی کوئی مسئلہ ہے وہ بروقت اس ایوان میں پیش کیا جایا کرے گا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں ایک نکتہ وضاحت طلب ہے اور میں chair کی طرف سے اس کی وضاحت کردوں کہ بعض ریزولیشن یا بعض امور میں یہ ایوان کوئی وقت specify

[Mr. Chairman]

نہیں کرتا کہ اس پر کب تک عمل درآمد کیا جائے۔ لیکن مفروضہ یہی ہوتا ہے کہ within reasonable time ورنہ جو کرتا ہے وہی ہوگا Parkinson Law apply

"That in official Law work expands so as to fill the time available for its completion, and if there is no time prescribed, it can mean that it is infinite and the work can expand to fill the time available for its disposal."

اس میں معقول بحث ہو سکتی ہے۔ کہ پانچ ہفتے یا چھ ہفتے جیسے پروفیسر خورشید احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ایک reasonable time تھا جس میں کچھ جواب آجاتا اور میرے خیال میں اس کا آئندہ لحاظ کیا جائے جو اس طرح کے ریزولیشن ہیں جن میں وقت کی پابندی نہیں within reasonable time ایوان کو مطلع کیا جائے کہ ان کا کیا status ہے اور ان پر عمل درآمد کیوں نہ ہو سکا اور اس کی وجہ کیا ہے اس سے میرے خیال میں پروفیسر خورشید صاحب کو تسلی ہو جائے گی۔

پروفیسر خورشید احمد: عام حالات میں تو اگلا سیشن ہی ہوتا ہے الّا یہ کہ کسی خاص وجہ سے اسے زیادہ وقت درکار ہو۔

جناب چیئرمین: یہ صرف اس بات کی وضاحت چاہتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کا فرمان بالکل درست ہے لیکن خصوصی کیس میں جب آئین میں ایک خاص وقت مقرر کیا ہوا ہے تو اس ریزولیوشن کو adopt کرنے کے بعد ہماری ناقص رائے میں presumption یہی ہے within the period fixed by the constitution.

جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ اتنی ضخیم رپورٹیں ہیں اگر ہم ان کی کاپیاں دو تین مہینوں میں بھی چھپوانے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر بھی میں سمجھوں گا کہ ہم یہاں پیش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : بالکل یہ معقول وجہ ہے لیکن اگر یہی وجہ یہاں ایوان کے سامنے آجاتی تو پروفیسر صاحب کو ریزولیوشن move کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ پروفیسر صاحب آپ اس کو press تو نہیں کر رہے ہیں؟

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! ۱۸ تاریخ کو اجلاس ہوا ہے اور ۱۸ کو ان کی موشن آئی ہے۔ یہ موشن مورخہ ۱۸ اگست کی ہے اور ایوان بھی ۱۸ کو ہی meet ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ صحیح ہے۔

The motion is not pressed.

پروفیسر خورشید احمد : اصل میں بات یہ ہے میں نے یہ موشن ۱۹ تاریخ کو دی ہے۔

جناب چیئرمین : آپ نے ۱۸ کو دی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : آپ تاریخ دیکھیں میں نے ۱۹ کو دی ہے میں نے ۱۸ کو انتظار کیا کہ ان کی طرف سے ایک جملہ بھی آجائے۔ جب کچھ نہ ہوا تو میں نے یہ موشن دی۔

جناب چیئرمین : چلیں اب فیصلہ ہو چکا ہے۔

The motion is not pressed.

اب تحاریک التوا لی جائیں گی۔

مولانا کوثر نیازی : ۱۵ جولائی اور ۸ اگست کو میں نے بعض تحاریک التوا دی تھیں۔ ۱۵ جولائی کی تحریک التوا کا موضوع اٹک سازش کیس اور محکمہ اطلاعات تھا اور ۸ اگست کو جو تحاریک دی تھیں ان میں ایک فارن آفس سے متعلق تھی میری دو تحاریک یہاں پیش ہوئیں۔ بعض دوستوں کی طرف سے آج ۴ تحاریک التوا پیش ہوئیں۔ میں نے دو اصحاب کی تحاریک پر مندرج تاریخ پڑھی ہے، وہ ۱۱ اگست اور ۱۸ اگست ہے۔ جبکہ میری تحاریک التوا

[Maulana Kausar Niazi]

۱۵ جولائی اور ۸ اگست کی تھیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جبکہ وہ مسترد نہیں ہوئیں جیسا کہ مجھے سینٹ سیکرٹریٹ سے معلوم ہوا ہے کہ مسترد نہیں ہوئیں - اور مجھے یقین ہے کہ نہیں ہوئیں اگر نہ ہوئی ہوں تو میرا گھر آپ کے بالکل پڑوس میں واقع ہے مجھے وہاں دستی اطلاع نامہ بھیجا جاتا ہے مجھے اس کی اطلاع دی جا سکتی تھی وہ نہیں دی گئی - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تحاریک التوا کیوں مؤخر کی گئیں - اب ہوگا یہ کہ آج جو چار تحاریک التوا پیش ہوئیں ان میں سے دو زیر بحث آئیں گی اور دو کل پر ملتوی ہو جائیں گی کل بھی میری تحاریک التوا نہیں آ سکیں گی اور پھر اس سے اگلے دن بھی شاید ایسا ہی ہو تو اس سیشن میں تو تحاریک التوا پیش نہ ہو سکیں گی کیا خدا نخواستہ سینٹ سیکرٹریٹ یہ چاہتا تھا کہ اس سیشن میں یہ تحاریک التوا پیش ہی نہ ہوں -

جناب چیئرمین : جہاں تک آپ کا اول اور آخر کا سوال ہے وہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن جہاں تک ان ایک کا تعلق ہے یہ جو دو کا آپ نے ذکر کیا مجھے یاد ہے وہ مسترد ہو گئی تھیں اور مجھے اپنے سیکرٹریٹ نے یہ اطلاع دی تھی کہ جو موشنز مسترد ہوئی ہیں ان کی اطلاع معزز ممبران کو دے دی گئی ہے - اب مجھے اس بات پر حیرانی ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں کہ آپ کو سیکرٹریٹ سے اطلاع ملی ہے کہ وہ مسترد نہیں ہوئیں اس کا تو میں علیحدہ تجزیہ کر دوں گا، جائزہ لوں گا کہ کیوں نہیں ہوئیں اور وہ کن وجوہات پر ہوئی ہیں اگر آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں آپ کو تفصیل سے بتا دوں گا کہ کن وجوہات کی بناء پر Admissible نہیں پائی گئیں -

مولانا کوثر نیازی : مگر جناب والا ! مجھے تو کوئی اطلاع

دی ہی نہیں گئی میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کے دفتر سے جو کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ مجھے دستی بھجوا دیا جاتا ہے اور مجھے آج تک آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ اور میں نے آپ کے بعض افسران سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ مسترد نہیں ہوئیں۔

جناب چیئرمین : یہاں تین افسران صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ذمہ دار افسران آپ کے سامنے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی : اب اگر میں نام لوں تو خواہ مخواہ وہ زیر عتاب آئیں گے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ مسترد ہوئی تھیں تو مجھے اس کی اطلاع تو دی جاتی۔

جناب چیئرمین : یہ آپ کا حق ہے اور آپ کو اس کی اطلاع ملنی چاہیئے۔ اگر نہیں ملی۔ تو یہ میری ذمہ داری ہے۔ میں پتہ کروں گا کیوں نہیں ملی۔

مولانا کوثر نیازی : ۱۵۔ جولائی سے آج ایک ماہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین : اس کا فیصلہ تو ۹۰ یا ۱۰۰ دن ہوئے ہیں، ہو گیا ہے۔

مولانا کوثر نیازی : کیا جناب والا! وہ اتنی ہی کوئی قابل غور تھیں کہ ایک ماہ ہو گیا اس پر فیصلہ ہوتا رہا کہ آیا یہ رد کی جائیں یا پیش کی جائیں۔

جناب چیئرمین : میں یہ تو نہیں کہہ سکتا لیکن جب میرے پاس آئیں تو اس میں ایک یا دو دن سے زیادہ وقت نہیں لگا۔ بہرحال اس کا میں پتہ کروں گا۔

جناب محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! جو تحاریک التوا چیمبر میں رد کر دی جاتی ہیں کیا اس کے رد کرنے کی اطلاع متعلقہ وزارت کو بھی بھیجی جاتی ہے؟

جناب چیئرمین : ہونی چاہیئے۔

جناب محمد یاسین خان وٹو : کیونکہ صورت یہ ہوتی ہے کہ ہم تیار بیٹھے ہوتے ہیں لیکن پتہ نہیں ہوتا کہ کیا ہوا، آئندہ اس سلسلے میں بھی مہربانی فرمائی جائے۔

جناب چیئرمین : ہونی چاہیئے اور اس کا میں پتہ کر کے آپ حضرات کو بتا دوں گا۔

مولانا کوثر نیازی : میری تحریک التواء کے رد کرنے کی متعلقہ وزارہ توں کو بھی کوئی اطلاع نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : متعلقہ "تے" سے ہے یا "ط" سے ہے۔

مولانا کوثر نیازی : متعلقہ ہے وہ مطلقہ ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ نماز کا وقت ہو رہا ہے میرے خیال میں بعد میں لے لیں۔

جناب اقبال احمد خان : ابھی پندرہ منٹ ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے پاس تو دس منٹ یا پانچ منٹ ہیں۔ التواء نمبر بھی ہے قاضی صاحب کی۔

ADJOURNMENT MOTION *Re*: ATTAINMENT OF NUCLEAR CAPABILITY BY INDIA

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ دو سینٹ کے اجلاس کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے اور اس اہم ترین حالیہ وقوع پذیر قومی مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ جو روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔ کہ بھارت نے تیس ایٹم بم سالانہ بنانے کی صلاحیت حاصل کر لی۔ اس خبر سے پاکستان کی سالمیت کو جو خطرہ لاحق ہوا ہے اس پر بحث کے لئے ایوان کو موقع دیا جائے۔

جناب زبین نورانی : جناب والا، ویسے تو رول (۵) ۱۷ کے تحت یہ پیش نہیں

کی جا سکتی - اس لیئے کہ اسی سیشن میں ، نیشنل اسمبلی میں غالباً کل یا پرسوں اس موضوع پر پہلے ہی بحث ہو چکی ہے - بہرحال یہ اتنی اہمیت کا مسئلہ ہے اور ممبران سینٹ کا احترام کرتے ہوئے اور خصوصاً اپنے بزرگ دوست سینیٹر کا جنہوں نے یہ پیش کی ہے اگر آپ اجازت دیں ، تو وہ سٹیٹمنٹ میں دوبارہ یہاں سے پڑھ دیتا ہوں -

جناب چیئرمین : ارشاد -

Mr. Zain Noorani: The news to which Senator Qazi Abdul Latif has referred is no doubt important. India has a stockpile of plutonium enough to make a large number of nuclear bombs. The technology for making explosive devices was tested by India in 1974.

India has continued to expand production of plutonium outside international inspection and safeguards. It was given a 45 megawatt reactor by Canada around 1960. Recently it has built two powerful reactors at Madras and one so-called research reactor at Bombay. The plutonium produced in these reactors could be diverted for weapons as it is not under international safeguards. Not only has India multiplied its capacity for plutonium production, it has also continued to develop its capability for producing bombs. The Indian Minister of State for External Affairs stated in the Indian Parliament on 7th and 8th August, 1985 that India was continuing to do "all that was necessary" and it was confident of its preparedness. Earlier, the Indian Prime Minister had declared at a press conference in June, 1985 that India could make the Atom bomb in "weeks or months".

Also, the Indian commitment against the production of nuclear weapons is in greater doubt than ever before. In the past it had declared that it did not intend to produce nuclear weapons. Now, in his statement in the Indian Parliament on 7th and 8th August, 1985, the Indian Minister of State declared "with the change of times and change of conditions, nobody can say what is going to happen". He declared, "India's options are open".

In the last few months Indian leaders have issued frequent statements making baseless allegations about Pakistan's nuclear programme. It appears that their object is to divert attention from India's own preparations. The threat to the non-nuclear regime in South Asia comes from India. It is high time that the great powers use their influence to prevent India from continuing on its present path. The whole basis and logic of the Non-proliferation Treaty would be destroyted if another nuclear weapon power were to emerge on the world scene.

[Mr. Zain Noorani]

Pakistan's own position is clear. We firmly hold the view that a non-nuclear regime in South Asia will be in the best interest of all. The Government of Pakistan has on several occasions invited the Government of India to join Pakistan and other like-minded states in a treaty renouncing nuclear weapons. To this end, Pakistan has put forward the following concrete proposals:

(a) Simultaneous adherence by Pakistan and India to the nuclear Non-Profileration Treaty;

(b) Acceptance by both countries of full-scope safeguards of IAEA;

(c) Establishment of Nuclear-weapon Free Zone in South Asia;

(d) A declaration by India and Fakistan jointly renouncing the acquisition or production of nuclear weapons; or

(e) Reciprocal inspection of each other's nuclear facilities.

Unfortunately, the Government of India has not so far officially given a positive or constructive reply to Pakistan's proposals, nor has it come forward with any proposal of its own which could reassure that India will not go back on its declaration of intent not to produce nuclear weapons. In view of the concern expressed by the distinguished Senator, I have placed on record the position obtaining on the subject. I hope, in view of this, he will kindly not press his Motion and accept my explanation.

جناب چیئرمین: جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا میں گذارش کروں گا کہ جو قومی اسمبلی کے اندر تحریک پیش ہوئی تھی وہ مبہم تھی اس کے اندر یہ صراحت نہیں کی گئی تھی کہ تیس عدد ایٹم بم بنائے گئے ہیں۔ یہاں اس کے اندر میں نے اس کی تشریح کر دی ہے اور اخباری حوالہ جات کی بنیاد پر جب ہمارے وزیر صاحب اب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی ان کی جانب سے ہمیں دھمکیاں دی جا رہی ہیں تو پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آج تک ہم ان کے ساتھ دوستی کا دم کیوں بھر رہے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں، کہ ہمارے تعلقات پہلے سے بہتر ہوتے ہیں۔ قوم کو بتانا چاہیئے۔ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے جبکہ ہمارے ملک کا آدھا حصہ وہ کاٹ چکے ہیں اس وقت بھی اس نوعیت کے اعلانات ہی کرتے تھے کہ ہم جوابی کارروائی کے لئے غور کر رہے ہیں۔ آج

بھی ہمارے الفاظ وہی ہیں۔ کہ ہم جوابی کاروائی پر غور کر رہے ہیں اگر وہ تیس عدد ایٹم بم سالانہ بنا سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اخبار میں بیان بھی دیا ہے۔ جرمنی کے ایک رسالے کو بھی بیان دیا ہے۔ اور ہمیں دھمکیاں دی جا رہی ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں کہ ہم نے اپنے دفاع کے لئے کیا کیا ہے؟ آپ نے خطرات تو بتا دیئے ہیں لیکن یہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے تحفظ کے لیے اس وقت تک کونسے اقدام کیے ہیں مادی طور پر یا روحانی طور پر ہم کس تحفظ کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہے ہیں کم از کم میرا خیال یہ ہے کہ اس پر ایوان میں بحث کرنے کا موقع دینا چاہیئے

جناب چیئرمین، جہاں تک ایوان میں بحث کے لئے موقع دینے کا تعلق ہے اس کا ایک خاص طریقہ ہے اور وہ تحریک التواء کا وہ طریقہ ہے جو وزیر صاحب نے فرمایا ٹیکنیکل وجوہ پر یہ admissible نہیں ہوگی ویسے بھی تحریک التواء کے لئے جو شرائط مقرر ہیں ان کے لحاظ سے یہ معاملہ اہم ضرور ہے اور عوامی نوعیت کا بھی ہے یہ سب اپنی جگہ پر صحیح ہے لیکن تین conditions ہیں جن کو satisfy کرنا پڑے گا۔ اور ان ایک یہ ہے کہ

It should concern the Administrative responsibility of the Minister of the Government.

اب گورنمنٹ آف انڈیا جو کر رہی ہے وہ اس تیڈریل گورنمنٹ کے منسٹر کی ذمہ داری نہیں ہو سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ

This should be within the scope of the Ministerial action.

یعنی زین نورانی صاحب کے پاس کیا جادو ہے کہ یہاں سے وہ چھوٹے منسٹر کو کے وہاں پر جو نیوکلیئر بم بنتے ہیں یا جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس کو negate کر دیں تیسری بات یہ ہے کہ

The probability of the matter being brought before the House in time by other means.

اگر یہ اغلب ہے کہ یہی چیز کسی اور موقع پر موضوع بحث بن سکتی ہے

[Mr. Chairman]

تو پھر یہ بھی adjournment motion کا جواز نہیں بنتا ۔
میرے خیال میں ترین نورانی صاحب نے کل یا پرسوں فرمایا تھا کہ جو فارن
پالیسی پر debate ہو گی اور وہ جلدی ہو گی لہٰذا یہ سب معاملے
اس وقت discuss ہو سکتے ہیں لیکن یہ تحریک التوا کا مسئلہ
ٹیکنیکل بنیاد پر صحیح نہیں ہو گا اور اس کو disallow کیا جائے گا۔

قاضی عبدالطیف : ٹھیک ہے میں اس پر زور نہیں دوں گا ۔ میں نے
اس کے اندر صرف یہی کہا تھا ۔ کہ ان کو وہ روک تو نہیں سکتے لیکن ہم اپنے
تحفظ کے لیے کیا کر رہے ہیں ؟

جناب چیئرمین : وہ تحریک التوا کا تو موضوع نہیں وہ تو defence capability
کے متعلق ہے اور وہ انتہائی sensaitive subject ہے اور خدا
جانے defence منسٹر یا زین نورانی صاحب اس بات کو پسند نہ کریں گے اور وہ
اس ہاؤس میں اس پر open discussion کریں ۔ بہرحال آپ کا شکریہ
آپ نے پریس نہیں کیا ۔

میر بخش زہری : جناب چیئرمین ! میری ایک تجویز ہے کہ یہاں کا انگریزی
کا ترجمہ کر کے کہتے ہیں کہ "اس پر زور نہیں دیا جائے گا ۔" اس کے بدلے میں اگر
یہ کہا جائے "کہ اس پر اصرار نہیں کروں گا ۔" کیوں کہ لفظ "اصرار" اس ہاؤس کے
معیار کے مطابق ہے ۔ زور میں کئی طریقے کے زور آ سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : بالکل صحیح ہے ۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے آئندہ
میرے خیال میں ایسا ہی ہو گا ۔ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

We adjourn the House for Maghrab prayers we will meet again at 7-20 p.m.

(The House adjourned for Maghrab Prayers.)

[The House re-assembled after Maghrab. Prayers, Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.]

Mr. Chairman: The next adjournment motion stands in the name of Mr. Ahmed Mian Soomro. Adjournment motion No. 19 but the Minister Incharge unfortunately is not here and he has requested to postpon it, if you agree, for the next day, tomorrow.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Tomorrow.

Mr. Chairman: Thank you very much. Now we will take up Adjournment motion No. 20.

ADJOURNMENT MOTION *Re*: EMBEZZELMENT IN THE PROJECT OF CHASHMA RIGHT BANK CANAL

قاضی عبداللطیف : جناب! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا اجلاس فوری وقوع پذیر مسئلہ پر بحث کے لئے ملتوی کیا جائے" روزنامہ جنگ ۱۳ اگست کے مطابق چشمہ رائٹ بنک کینال میں لاکھوں روپے کا غبن ہوا" اور چودہ ہزار بوری سیمنٹ غائب کر دیا گیا ہے۔ ۶ افیسر معطل کئے گئے یہ ایک اہم اور قومی مسئلہ ہے اس لئے اجلاس اس پر بحث کرے۔"

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mir Zafarullah Khan Jamali: Sir, I do not oppose. But I think it needs clarification. Sir, as the honourable. Senator has said, first of all, it is not 54,000 bags of Cement but it is 14,000 bags of Cement. Sir this case came to the knowledge of the WAPDA authorities in April, 1985, and one of the Contractors had been over-paid for which we have already taken action and one Superintending Engineer, two Executive Engineers (XENs), and three Accounts Officers who have been initially found responsible according to the preliminary inquiry, have been chargesheeted and the case has been given to the F.I.A. The inquiries are going on and whatever further progress takes place in this case, I will keep this House informed.

There is another thing, before I finish my presentation, it has been said in the Adjournment Motion that the Project has to go under suspension for two years. Sir, it is not so, it might be delayed for a period of only three months because of this case. It is a very serious one and we are already taking notice of that, and we ensure the honourable Senator that as for as this case is concerned, no relaxation would be given to anyone found responsible and we shall in future try to avoid such cases. Thank you.

قاضی عبداللطیف : میں جناب وزیر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بارے میں ارشادات فرمائے ۔ لیکن میں یہ گذارش کروں گا کہ اخباری اطلاع کے مطابق اس کے اندر ۵۴ ہزار بوری غائب ہوئی تھی اور لاکھوں روپے کا اس کے اندر غبن ہے ۔ اس سے پہلے موجودہ ٹھیکیدار جو اس وقت فرار ہو کر باہر چلا گیا ہے ۔ اس کا بھائی ہے ۔ سات کروڑ کا اس کا ٹھیکہ تھا پھر وہ فرار ہو گیا تھا پھر محکمہ نے اسے گیارہ کروڑ روپے پر ٹھیکہ دے دیا اور اس کی ۲۵ لاکھ روپے زر ضمانت موجود تھی وہ بھی اسے دے دی گئی ہے باوجود اس کے کہ اس نے اپنا کام مکمل نہیں کیا ۔

اب یہ اس کا دوسرا بھائی آیا ہوا ہے وہ اب فرار ہونے والا ہے اس کا مقصد کروڑوں روپے محکمے سے ہتھیانا ہے پھر اس کی منت سماجت کی جائے گی اس سے میرا خیال ہے کہ منصوبے پر بڑا برا اثر پڑا ہے ۔ اور اخباری اطلاع کے مطابق وہ دو سالوں کے لئے معطل ہو گیا ہے ۔ اگر تین مہینے کی بات ہے تو پھر میں آپ کا مشکور ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ اس پر توجہ زیادہ دینی چاہیئے ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی : اس پر میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ایک تو سارے بھائی ایک جیسے نہیں ہوتے کوئی چور ہوتے ہیں تو یقیناً کچھ شریف بھی ہوتے ہیں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ (لداخت) ۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔ ہمارے محترم وزیر صاحب نے فرمایا کہ سارے بھائی برابر نہیں ہوتے ۔ ایک بادشاہ کے سامنے ایک آدمی ملازمت کے لئے آیا تو اس نے کہا کہ کس قبیلے سے ہو تو اس نے اپنے قبیلے کا نام لیا ۔ بادشاہ نے کہا یہ بڑے چور ہوتے ہیں ۔ سائل نے کہا پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں بادشاہ نے کہا کہ بھائی جب وہ نوالہ بناتی ہیں تو سب اکٹھی ہو جاتی ہیں ۔

سوال یہ ہے کہ کھانے کے وقت سب بھائی اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی : جناب یہاں تو نہ نوالہ ہے اور نہ بادشاہت ہے ۔ یہاں واپڈا کی بات ہے ٹوٹل نہیں غبن ۵۴۱ر ۵۲۷۰۹ روپے کا ہے ۔

اس کی تفصیل یہ ہے۔

ایڈوانس منی : = /۱۹۷۲۱۰۰۰ روپے

ہالٹ چارجز : = /۲۳۷۹۹۴۴ روپے

سپیشل پے منٹ آف :

میٹریل آن سائیٹ : = /۸۵ ۹۹۶۵ روپے

اور سمنٹ کا نقصان : ۰۰/۸۰۰ر۴۰ روپے

ہم نے round figure ۵۵ لاکھ روپے کا رکھا ہے۔ اور جہاں تک ان کے بھائی کا تعلق ہے۔ قاری صاحب کہیں گے ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : بہر حال معاملے کا نوٹس لیا گیا ہے زیر تفتیش ہے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی : مولانا صاحب میرے سے استدلال سے خوش ہیں کہ حکومت نے اخبارات میں چھپنے سے پہلے نوٹس لیا ہے۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ اب آپ اپنے موقف پر اصرار نہیں کریں گے۔

قاضی عبداللطیف : نہیں اصرار نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ! میرا خیال ہے زہری صاحب بھی خوش ہوں گے کہ اصرار کا نقطہ استعمال ہوا۔

Next. The Motion is not pressed

22, Syed Mohd Fazal Agha Sahib.

ADJOURNMENT MOTION *RE*: UNSATISFACTORY SANITARY CONDITION IN LAHORE CANTT.

انجینئر سید محمد فضل آغا : جناب چیئرمین! میں قومی اہمیت کے معاملے پر ایوان کے اجلاس کو روک کر فوری طور پر غور کرنے کے لئے تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز لاہور کی ۱۰ اگست ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں لاہور کینٹ سے ایک رکن صوبائی اسمبلی قاضی عبدالحکیم کا بیان شائع

[Eng. Syed Muhammad Fazal Agha]

ہوا ہے جسکے مطابق لاہور کینٹ کے علاقے میں بارشوں کا پانی جمع ہو جانے سے نکاسی آب کا نظام بری طرح متاثر ہوا۔ اور گندگی کی وجہ سے ہیضہ پھیل گیا ہے ہیضے سے اب تک چھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں

لاہور کینٹ کے ایگزیکٹو آفیسر نے نہ صرف یہ کہ نکاسی آب نکالنے سے انکار کر دیا ہے بلکہ ہیضہ سے بچاؤ کے ٹیکے لگوانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس سنگین صورت حال سے نمٹنے کے لئے لاہور شہر سے کینٹ جا کر ہیضے کے ٹیکے لگائے گئے ہیں۔ یہ صورت حال اعلیٰ پیمانے پر تحقیقات کی متقاضی ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم اور سنگین معاملے پر غور کیا جائے کیونکہ فوری طور پر اس صورتحال کا تدارک نہ ہوا اور ایگزیکٹو انجینئر کے خلاف کارروائی نہ ہو سکی تو کینٹ میں حالات خراب ہو سکتے ہیں۔ اور ہیضے سے مزید قیمتی جانیں ضائع ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں اسکے بعد تین جانیں اور بھی ضائع ہو گئی ہیں۔ امید ہے میری یہ تحریز Technicalities کی زد میں نہیں آئیگی اور ایوان اسکی اہمیت جان کر allow کرے گا۔

Malik Nur Hayat Khan Noon: This adjournment motion relates to the Ministry of Defence because Executive Officer, Lahore Cantonment is under the administrative control of that Ministry. The Senate Secretariat has been informed accordingly. However, the National Institute of Health under the administrative control of Health Ministry has sent a team of doctors to Lahore for making, on the spot study of this situation. The team will return tomorrow morning, Insha-Allah, after which a report will be submitted to the House for information.

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب آغا صاحب:

انجینئر سید محمد فضل آغا: اسکے دو ہی پوزیشن بنے ایک تو انہوں نے ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ منسٹری آف ڈیفنس کے تحت ان کو دے دیا ہے۔ اور دوسری طرف سے وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے بھی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم بھیجی ہے معلوم نہیں کہ ٹیم کب گئی کیونکہ اس کے بعد تین مریض اور مر گئے ہیں۔ اس کے بعد اگر یہ ڈاکٹر صحیح طور پر علاج نہ کر سکے تو یہ مسئلہ جاری رہے گا اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اسکی منسٹری آف ہیلتھ ذمہ دار ہوگی یا منسٹری آف ڈیفنس۔

جناب چیئرمین: منسٹری آف ڈیفنس۔ لیکن جہاں تک کنٹونمنٹ بورڈز کا

تعلق ہے یہ ایک معاملہ ہے جو کنٹونمنٹ بورڈ تک محدود ہے یہ قومی نوعیت کا اُس sense میں معاملہ ہو ہی نہیں سکتا جو کہ تحریک التواء کا موضوع بن سکتا ہے پہلے تو آپ اس پر اظہار خیال کریں اور جو کچھ تدارک کرنا ہے خواہ وہ ہیضہ ہے طاعون ہے یا کچھ اور ہے وہ تو کنٹونمنٹ کی اپنی ذمہ داری ہے انکے پاس کافی سٹاف ہوتا ہے اور کنٹونمنٹ میں بلکہ یہ سہولتیں بہت زیادہ ہیں اور بہت اچھی حالت میں ہوتی ہیں - یہ بالکل ہی مقامی نوعیت کا مسئلہ ہے -

انجینئر سید محمد فضل آغا : چونکہ یہ وزارت دفاع کا معاملہ ہے اور وزارت دفاع سنٹرل سبجیکٹ ہے - اس لئے یہ تحریک اس ہاؤس میں آسکتی ہے - یہ ہیضے کا معاملہ ہے یہ کوئی دوسری بیماری نہیں ہے - یہ ایک دم پورے ملک میں بھی پھیل سکتی ہے - اور صورت حال زیادہ سنگین ہو سکتی ہے اور پھر گذارش یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود وہاں کچھ نہیں ہو رہا - رونا تو اس بات کا ہے -

جناب زرین نورانی : سر جہاں تک وزارت دفاع کا سوال ہے یہ تو ابھی تک مجھے ملا نہیں ہے - اس لئے اس پر آج تو میں کچھ نہیں بتا سکتا ہوں - بہر حال جو کچھ آپ نے کہا وہ صحیح ہے - یہ لوکل مسئلہ ہے اگر یہ اصرار کر رہے ہیں تو کل بھی تسلی ہو جائے گی اور ان کی شکایات دور کی جائیں گی -

جناب چیئرمین : آغا صاحب کل آپ کی تسلی ہو جائے گی میرا خیال ہے آپ بھی اصرار نہیں کریں گے کیونکہ معاملہ بالکل مقامی اور لوکل نوعیت کا ہے - پہلے سے ہی آپ کو بتا دوں -

The Motion is not pressed.

ایک اور موشن ہے جو اجلاس شروع ہونے سے دو تین گھنٹے پہلے ہمیں ملی تھی - لیکن معاملہ ایسی نوعیت کا ہے کہ اگر آج اس کو نہ لیا جائے تو وہ ضائع ہو جائے گا - اس لئے میں عرض کروں گا - ایک موشن اور بھی ہے جسے کل کے لئے ملتوی کرتے ہیں - آج جو بہت ہی ضروری نوعیت کا سمجھا گیا ہے mover کے Point of view سے، اُسے بھی لے لیتے ہیں - جاوید جبار صاحب سنئے کیا ہے، وہ اپنا موشن پڑھ دیں -

ADJOURHMENT MOTION *Re*: IMPOSITION OF RESTRICTION ON PUBLIC GATHERING AT KARACHI AIRPORT AT THE ARRIVAL OF DEAD BODY OF SHAH NAWAZ BHUTTO

Mr. Javed Jabbar: Thank you, Mr. Chairman. I ask leave to make a Motion that the House do now adjourn to discuss a matter of urgent public importance and of recent occurrence, namely the restrictins imposed by the Government on the Public, wishing to receive the dead body of late Shah Nawaz Bhutto, reaching Karachi Airport on 21st of August, 1985 as these restrictions constitute an un-islamic practice and have caused serious resentment and unrest among the people. In presenting this motion, Sir,.....

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order Sir, he has said, he wants to make a Motion and he wants permission. I thought, he wants to move a Motion and for that he wants permission.

Mr. Chairman: I think, that move is probably the same thing.

Mr. Javed Jabbar: Sir, I will submit three points. I would like to point out that the deceased person belongs to a major national political party as well as to a nationally well known family. The second point Sir, is that the Karachi Airport comes within the Federal Government's purview through the body of the Civil Aviation Authority. And the third is newspaper reports confirmed this morning that in order to impose these restrictions, federal agencies such as the Airport Security Force and the FIA are involved in it. Thank you.

Mr. Mohammad Aslam Khan Khattak: Sir, but I agree with the Mover that the thing is of public importance and the fact is that the Provincial Govt. is actually responsible for maintaining law and order. The point to admit is that a huge crowd into the Airport constitutes in itself and brings forth a number of problems which is not possible for the administration to allow large crowds to enter Airports. On the other hand, as far as the report I have received from the Sind Government is that in the interest of maintenance of law and order, the general public is not being allowed to enter the airports at Karachi and Mohenjudaro. But there is, however, no restrictions whatsoever of any public participation in Namaz-i-Janaza of the late Shah Nawaz Bhutto. That is the public Participation and there has been no restrictions on the general public outside the Airport to go and say Namaz-i-Janaza.

Mr. Chairman: Javed Jabbar Sahib.

Mr. Javed Jabbar: Sir, I have to only say that while I wellcome, there is no restriction outside the Airport, the honourable Ministers earlier observation about large crowd surely does not apply to the recent rally at the Minar-i-Pakistan when this Government did allow large crowd (Interruption)

Mr. Chairman: That referred to crowds at Airports from the point of view of law and order and security, not general things. I think, this is what he stated in this regard.

Mr. Javed Jabbar: Right, Sir.

Mr. Mohammad Aslam Khan Khattak: Sir, Minar-i-Pakistan was a public meeting like they had at Mochi Darwaza, but at Airport in itself there were aeroplanes with explosive bombing and other resources limited (interruption).

Mr. Javed Jabbar: Sir, I am sure they will remain peaceful, as I informed the honourable Minister.

Mr. Chairman: I think, it is the responsibility of the Provincial Government to maintain law and order but I think the Hon'ble Minister has assured you that there is no restriction placed by the Federal Government on the participation of people in the Namaz-i-Janaza which you said earlier that they could be against the tenets of Islam.

Mr. Javed Jabbar: Well, Sir, I will not press the motion.

Mr. Chairman: Well, thank you very much. Well this can be considered I think, that is the time that you usually like to take for an adjournment motion, today we can take up the rest of the items. But before we take up the discussion on the Report of the Committee for restoration of political parties, there is a resolution tabled by Dr. Attiya Inayatullah. You kindly move it.

Begum Attiya Inayatullah: Thank you, Sir.

"I beg to move that the application of Rule 232 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, be suspended under Rule 229 of the above said Rules and the Senate Hall may be allowed to be used for an OIC Meeting from 30th September to 3rd October, 1985 (both days inclusive)".

Mr. Chairman: Would you say something by way of elaboration?

Begum Attiya Inayatullah: Yes, Sir.

The Islamic Republic of Pakistan has proposed the establishment of an "International Islamic Womens' Organization. The proposal was considered in the 14th Islamic Conference of Foreign Ministers held in Dhaka and Saana in December 1983 and 1984 respectively.

At both meetings, the initiative taken by Pakistan for the setting up of an International Islamic Womens Organization was appreciated, supported and welcomed.

The Islamic Conference of Foreign Ministers set up a Committee of Experts to consider the proposal and welcomed the offer of Pakistan to convene the first meeting of the group of Experts in Islamabad.

It is in pursuance of the above initiative, invitation and offer by Pakistan that we are hosting for the first time the sisterhood of the Muslim Ummah.

In making the request, the sanctity of the premises of Parliament is fully respected. The complusions are that the Senate Building, other than the National Assembly which is too large, is the only place in Pakistan which is equipped with the Simultaneous Interpretation System facility. Work on completion of the National Assembly Building is being expedited by Government and Insha Allah it is expected the premises will be ready for use by early next year.

In view of the above statement and the understanding that our distinguished Senators support that the proposed Islamic Womens' Organization is a practical step of OIC in demonstrating that Islam is based on justice, peace and brotherhood for all human-beings, and that this objective can only be achieved with the participation of Muslim women, and I would hope, Sir, that the motion moved will be adopted. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. The Motion moved is:

"That the application of Rule 232 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, be suspended under Rule 229 of the above said Rules and the Senate Hall may be allowed to be used for an OIC Meeting from 30th September to 3rd October, 1985 (both days inclusive)."

Any other honourable Member who would like to express his view on the subject.

Mr. Ahmed Mian Soomro: There is no session, there would be no meeting.

Mr. Chairman: I think, probably, the Minister for Justice Could enlighten us on that point.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, at this stage, I cannot make any definite statement on this point. But if this House permits to hold this Conference in this House, we will keep in view for fixing the dates for the meetings of the Senate.

Mr. Chairman: Let me put the question then.

Begum Attiya Inayatullah: A point to be elaborated, Sir.

Mr. Chairman: Yes.

Begum Attiya Inayatullah: We would not be requiring the Assembly premises at all. It would just be for the premises of the Senate. Thank you.

میر بخش زیرک: جناب والا میرے خیال میں یہ ایک اہم میٹنگ ہے اور اس وقت میٹنگ بھی نہ ہوگی اسلئے میری طرف سے اجازت ہے۔

Mr. Chairman: Thank you.

The question is that the application of Rule 232 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, be suspended under Rule 229 of the above said Rules and the Senate has already allowed to hold OIC meeting from 30th September to 3rd October, 1985 (both days inclusive) in this Hall.

(The Motion was carried.)

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Javed Jabbar: Through your kind courtesy, Mr. Chairman, I wish to complement the Leader of the House on an historic event that is just a fair to the Acting Leader of the House. For the first time, during the tenure of the Senate we have heard the charming voice of a lady. We hope that Mr. Zehri's happiest auspicious....interruption....

Mr. Chairman: I am afraid, not as a Senator.

Begum Attiya Inayatullah: Indeed I feel, Sir, that is an attribute that you have just paid to the women of Pakistan. But on the other hand, Sir, I think that no House is complete without a woman, and I would look forward and would hope that the distinguished Senators would both, by Constitutional provisions and as and when they have any vacancy ensure that they have a lady Senator and not merely in her personal capacity.

میر نبی بخش زہری : جناب والا ! میں اس ضمن میں اجازت چاہونگا کیونکہ اس میں میرا ذکر آیا ہے میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ سینٹ میں ہر صوبے سے خواتین کے نمائندگی ہونی چاہیے ۔ اور میری آج بھی یہی opinion ہے ہر صوبے کے لیے یہ نمائندگی ضروری ہے ۔ جب بھی کبھی ایسا ملکی مسئلہ پیدا ہو تو ان کی وجہ سے آسان ہو جاتا ہے ۔

قاضی عبداللطیف : زہری صاحب کس پر بول رہے ہیں نہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اور نہ کچھ اور آخر یہ کسی پر بول رہے ہیں ۔

میر نبی بخش زہری : مجھے اس کی وضاحت کرنا ضروری تھی ۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے ۔

An Hon. Member: Point of Order, Sir.

Mr. Chairman: Yes, please.

An Hon. Member: Sir, I beg to move that Mr. Zehri should vacate his seat and on that seat a lady, should be elected.

Mr. Chairman: My honourable friend, this is not the subject for discussion. It was only in recognition of the presence of Dr. Inayatullah here in this House that Mr. Javed Jabbar thought fit to express a certain view. There are also, I think, without detracting either from the status or from the jovial mood in which this question is being discussed, her capacity and her presence here is being recognized in a wrong capacity. She is not a member of the Senate and she is not attending this House as a Senator. She is attending the House as a Minister of State of the Federal Government. She has no right to vote till now with regard to the questions raised. The Provinces are perfectly free to elect 14 Members or even the 5 extras, among the specialists of women if they so wish. There is no bar actually on the Province. At any rate, I think, this is not the subject of discussion.

Let us resume the discussion on the report of the Special Committee on the Revival of the Political Parties.

پیر الحاج محمد شاہ: جناب والا! تھوڑی سی گذارش ہے۔

جناب چیئرمین: جی فرمایئے۔

پیر الحاج محمد شاہ: جناب والا! میری گذارش ہے کہ پاکستان میں اسلام کا نام تو لیا جاتا ہے۔ کیا عورتوں اور مردوں کو ایک جگہ ہونا چاہیئے؟ اسلام کو ختم کر دیا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں۔

The first speaker on the list is Mr. Ahmed Mian Soomro.

DISCUSSION ON THE REPORT OF THE SPECIAL COMMITTEE ON THE REVIVAL OF POLITICAL PARTIES

Mr. Ahmed Mian Soomro: Thank you very much Mr. Chairman for giving me the floor.

An Hon'ble Member: Sir, I want to know whether we have been asked to give our names....

Mr. Chairman: Certain requests were made to me yesterday and I think I should have said this earlier that those who would like to speak on the subject please get registered their names with the Secretariat. Ahmed Mian Soomro please continue.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Thank you Sir. Since the presentation of the report about the deliberation of the Special Committee of which I had the privilege also of being a member, things have changed to a certain extent with the announcement of the Prime Minister on the 14th of August about lifting of Martial Law during the current year. In the light of that Sir, I would respectfully like to make my point on the issue.

Sir, arriving at the report the Committee as you and the House know well, have been almost unanimous except for a dissenting note which as you rightly observed, had already become infructuous. The Committee realised that we have a liberal political set up. In politics it is like marry go round. Some times you are at one end and another time you are at the receiving end. Laws should be made not with a view to try and see how a ruling party could maintain its office, but how every party should

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Islamabad, the 20th August, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Building), Islamabad, at 5.15 P.M. Mr. Chairman (Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۔

ترجمہ :۔ کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے مگر نماز گذار جو نماز کا التزام رکھتے اور بلا ناغہ پڑھتے ہیں اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے یعنی مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا اور جو روز جزا کو سچ سمجھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے خوف کھاتے ہیں بے شک ان کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے ۔

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

feel that it has a fair and just opportunity according to law. Sir, it is after a span of more than eight years where we are expecting the dawn of an year to give us back our basic right *i.e.* the fundamental rights, which not only are the basic rights according to Islam but according to our Constitution as well. Our rights stands suspended since more than eight years. Let us hope and pray to Allah that these next few months would fulfil our hopes which the Prime Minister is doing his best to do. I hope it will not be the 90 days which as originally promoised to the nation by a solemn pledge, which was even endorsed by the Supreme Court in the 'Nusrat Bhutto Case'. After that came 1979 Elections under the Registered Parties Formula. Parties were registered. 20 Parties were registered, 16 initially, and as you know two or three days extra were given and another four parties were registered, but after the nomination papers have been received even the elections were postponed indefinitely. So, we only pray Sir, that may Allah see that the next year does not have this curse of Martial Law.

In our Report the terms of reference were about the revival of political parties. In seven days' sitting with the Grace of God and with the cooperation of all the Members and with all of them sitting with the ideas how to get rid of this evil, we were able to complete the Report much **ahead** of the time given by this august House. Sir, mainly the feature of the Report of the Committee is to be as liberal as possible. To give a political party, which really has any roots in the masses, any opportunity, I would say a fair opportunity, to say that we have passed a law trying to eliminate them. We have done our best to recommend to this august House a Report, I think, better than which even the parties which now call themselves in the opposition could make, and Sir, we are proud of such a Report and time will show how fair we have been.

We have made a provision and recommended to this House that those parties which were registered during the 1979 Elections and were banned after Martial Law Order 48 should be automatically revived subject, of course, to the fulfilment of two conditions to which I don't think any body in this country could disagree, that the party manifesto and Constitution must not contain anything against the Ideology of Islam and secondly against the integrity and solidarity of Pakistan. Sir, these are the only two conditions mainly, which the Report has provided even for new parties to get registered in order to avoid any party feeling that Government of the day, which ever it may be, is seeking to eliminate any party through this word 'Registration' we have, Sir, reported and recommended to this august House that in this matter we give no authority to any government. The authority to apply for registration with these simple conditions shall be with the Election Commission and what fairer body can be there than that, as, it comprises a Chairman, who is a Judge of the Supreme Court and its

Members, the four Chief Judges of the four provinces. I think Sir, the opposition even could not give us and will not be able to give us a fairer proposal about the political parties.

Sir, we have further provided and recomended that if within the period which we have provided after the application for a new registration of 30 to 60 days, if it is not refused, it shall be deemed to have been registered, if it is refused within 60 days they even can go, within 7 more days, but the maximum we have provided 60 days, for an appeal to no less authority than the highest authority in the Pakistan that is the Supreme Court. Sir, I would like the public to judge that in what tension we are sitting and within what tension we are making a law, a law about which our Progeny will not hang the head down with shame but would raise the head in pride, a law which can not be challenged by anybody to be unfair or unjust or may hit to any particular party. We are sincere in bringing about a real democracy which can function. Sir, this House and the other Assemblies in the last election have been elected by a completely free and fair votes. No fairer person, no conscientious person can belie this claim of the Authority which held the Elections and of the results of the Election. The results of the voting has been, in fact, larger than usual general Elections held in this country before this. Thus proving that the people were anxious to take part in the elections, they were anxious to send their representatives to the various Houses, they were anxious that their representatives must go, and give them the basic rights and basic fundamental rights which are ensured to them under Article 70 of the Constitution. This was the mandate given to us that we must put in our efforts to get rid of the Martial Law as earliest as possible.

Sir, after those Elections, it would not be out of place for me to say that amendments to the Constitution which were made by the President recently should not have been made. They should have been left to the elected Representatives of the people who have also been elected by a fair and free Elections which he has held. I am feeling it my duty to congratulate the President and the Chief Election Commissioner for holding, really, the free and fair elections which gave the people real oppourtunity to elect those whom they wanted. Sir, the sovereignty of the Parliament, no doubt, has been affected and we should not rest untill we restore the sovereignty of the Parliament because this is essential for running this country. The President by his Order No. 20 of 1985, through which he changed his earlier amendment *vide* Order No. 40 of 1985, in Article 239 of the Consitution and by this Order No. 20 of 1985, Sir, he has given the Parliament full authority and in fact removed doubts by saying that for the removal of doubt it is hereby declared that there is no limitation whatsoever on the powers of the Majlis-e-Shura *i.e.* Parliament to amend any of the provisions of the Constitution. So, the President has at the time the authority to amend the Consititution and enacted Presidential Order No. 20 and gave this Parliament full

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

powers to amend the Constitution. It is now upto us Sir, to see that we avail of this opportunity and it is our duty to see that we give back to the Parliament the full sovereignty otherwise we shall be failing in our duties.

Sir, we have not provided any penal laws in our Report, we have not provided that if any party which is dissolved by no less authority than the Supreme Court, its Members, if they de-associate from that party, can take part in politics, and if they are elected to the Assemblies, they will not loose their seats and they will be considered as independent. They will not be punished for taking part in activities on this condition. Sir, what liberal a law can any House make what we have placed before this House Sir, we have endeavoured to see that in the matter of Election to these representatives, highest representative body, it is the judiciary, judiciary alone should supervise them. If our judiciary is strong Sir, then, our country will prosper. In the World War, when churchill was there, I would recall his words when he said, "We are sure to win the war because our judiciary is strong." This is a fact that a country that can be proud of its judiciary will stay and will get stronger day by day. But unfortunately Sir, the trend since Pakistan was created, shortly after that after one or two Governments, had changed and whichever Government came in to power it tried to clip the powers of the judiciary little realizing that a time might come when they would be knocking at the doors of the Judiciary but only to find them helpless made by them. I hope we should take lesson from history and try to make the Judiciary as strong as we can, because that is one Institution, where a person looks forward for redress.

Here I may say Sir, that certain conventions, I do not think,are in the interest of this country. A Judge should never think of being a Minister at the same time. Sir, as a policy I very respectfully say, this is absolutely wrong. A Judge is a Judge, he has to hear the cases against the State and if the same person is also a Minister and a Judge, it would not be a good convention and I, therefore, hope that such a provision is made in the Constitution, to see that the Judiciary have nothing to do with the political side of the country because today if we allow a Judge to become a Chief Minister or Minister tomorrow he might call upon the Chief Secretary to take over the Railway office of a country or a Province, surely this is not the object. Politics is for a Politician, everybody is an expert in his own line. If a Politician is made to sit as a doctor who does not know about medicines, what would be the result of the patients. Therefore, Sir, the Army has its own line. They are experts, we are proud of the Army in its own line to defend our borders, to lookafter our internal situation, when the Civil Authority needs their help. India had also the same trouble and still have the same trouble, Sir, in East Punjab, in Asam, in Nagaland, but they will have to face it, because that is a democratic country and real democracy is functioning there.

Sir, why is this demand for confederation? The demand for confederation is not acceptable to those who want Pakistan to stay united and solid but it certainly requires to ponder over the circumstances and impelling social, economic and political factors that give rise to these demands. Either use or misuse of power is affecting them, we call it regional politics, but those adversely affected by it call themselves victims of regional politics. Let us rise above regional politics and that can be ensured, once we restore the 1973 Constitution in full, giving the Provinces full powers and full Provincial autonomy within the framework of the Constitution Sir. Today we have to lookforward to prepare the grounds to try and fill in that vaccum. When the real democracy would start functioning between that period and now, we must ponder to make those necessary changes in our laws, make those necessary changes in our administration, make those necessary changes in the Constitution and see that we do really switch over to real democracy and the mess that was made before, is not repeated.

Since we are starting almost with clean slate, let us create conventions. . Let us stop all those wasteful expenditures. What is the need of big officers and Ministers having limousines at their disposal. Look at India, she is much bigger country than ours, their Prime Minister even goes around in a small car. Why can not we move around in a small car in the cities. Why can't we save that fuel and the foreign exchange and utilize it on much better purpose, especially when we are really in need of money, Sir. We have to learn simplicity. We have to try and face the evils of corruption which day by day is raising his head farther and farther.

Sir, may I ask that we have a law known as "Ostensible Means Punishment Regulation 1969". Has a single person in this country upto this time been tried or punished under this law. We will find a Sub Inspector or SHO of Police Station who will have no less than a Toyota Crolla as soon as he gets the charge of a Thana. We will find Assistant Engineers, having atleast Toyota Crolla. Sir, what are these anticorruption bodies doing? Are they closing their eyes to this? Do they expect an other body to come on top of that? Remedy for that is to associate the Public Representatives of the area. They know, who is corrupt and who is not corrupt. They will be able to tell the Government. These confidential reports have no meanings. They declare a most corrupt officer as most honest and if the immediate officer is not satisfied with him, an honest officer has to be moving around from place to place for want of his real and due promotion Sir.

Then Sir, I will say about bureaucracy. We blame the bureaucracy. We, the politicians in this matter Sir, should blame ourselves. We use the bureaucracy for our purposes. Let us resolve not to use the bureaucracy or the Police for our political purposes and I am sure we will have no grounds

to grumble. We will have nothing to say against the bureaucracy because you can deal with them only if you have no personal motives with them. One thing, I would like to point out, that Islam does not permit, or at least tries to avoid oaths, particularly breach of oaths. Sir, we find every time during the last 12 years that a Constitution comes, a law is passed and an oath is taken. Oath is taken for what? To break it! Again a fresh oath is taken, again a third oath is taken. Sir, I think, it is better, if we want Islamization here then, as for as possible, to do away with the oaths. Sir, we take an oath, Ministers take an oath, Prime Minister takes an oath, the Chief Minister takes an oath that we shall act without fear or favour or without ill-will or anything. But Sir, being Politician, any Chief Minister, any Minister, Prime Minister, will have to do favours. They absolutely can not abide by that oath. So, Sir, with these words I once again, thank you, for having given me this opportunity.

Mr. Chairman: Thank you very much. For further information of the honourable Members, I might mention that some of the stalwarts in politics in this Sub-continent belong to the Medical Profession. They are doctors. Any way that is beside the point. Mr. Javed Jabbar;

Mr. Javed Jabbar: Sir, the point is that there is no time.

Mr. Chairman: There is time but I do not want to cramp the style of any one of you. If you try to concentrate on the subject itself, there will be enough time.

Mr. Javed Jabbar: I am supposed to do that. The previous speaker has taken about 30 minutes, I will take less time than him.

Mr. Chairman: This is what I tried to point out. As there are number of speakers.....(Interruption).

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman; my comments on the Report are in two parts—one general and conceptual part and second, the specific and functional part.

I shall begin with the general and conceptual part. I believe, Sir, that the Report's occasion and the circumstances leading to this discussion represent a historic opportunity for the people of Pakistan, through their elected representatives to yet again face a choice. The country has always faced such choices throughout its traumatic history and this perhaps, is the most crucial choice because we are now in the last fifteen years of this century and the framework for legislation, that we are now considering,

will help take this country not just through the next fifteen years but, hopefully, into the twentyfirst century, an age which is going to beset by tremendous technological, social, political and economic changes, and even though the legislation may be called, ostensibly, just a political party Act legislation, I think, it encompasses many basic aspects of the country's development and, therefore, when one drafts the bill, due consideration will need to be given to the ultimately comprehensive nature of the impact of such a bill.

Second, Sir, the sobering reality is that some of the most well-meant legislations in history, whether in Pakistan, or in other countries, can, as a result of human malice or human misconduct or sheer human greed be swept away by the sheer force of events. We can see, how the 1973 Constitution which, perhaps, represents the most enlightened political approach in our history has been twisted and traumatized partly as a result of misuse during its operative phase in the mid-1970's and partly as a result of our arbitrary constitutional amendments.

Nevertheless, history also shows that in any country with a sound degree of political stability, some form of regulation of political activity is desirable. Though in the most ancient and continuously uninterrupted Parliamentary system, the British system, there is a lack of such regulatory processes. However, when we look at contemporary history, we see that whether it is a country like the two party system of the United States of America, the single party-system of the USSR or China; the multi-party system of India, in each of these countries, there is a degree of political regulation. Though remarkably within the United States of America, there is a lack of specific injunctions of punishments on voting against the dictates of the party, and that, in my view, is the most stable and enduring democracy though it is not the largest.

In our case, Sir, while our regulations must reflect our specific experience and the needs of Pakistan, any law on political parties must be directly inspired by the spirit and the letter of Article 17 of the 1973 Constitution and should ensure that fundamental human rights as visualized by the Quran and as expressed by the United Nations declaration on Human Rights, is preserved for posterity. Such principles of human rights are eternal and unchangeable, while laws may meet the expediency of a given situation. The spirit behind the drafting of the Bill should be dedicated to those permanent and unchangeable principles. Any new law on political parties must aim to, Sir, include rather than exclude; unite rather than divide; strengthen rather than weaken the political elements and the political reality of Pakistan. At the present time, each of the major elements of the

[Mr. Javed Jabbar]

political process in this country, I submit, are stuck in our respective side-lanes. All of us have to reach a visionary high-way to political emancipation. That route which will take us towards political justice. What are these elements, Sir?

(i) These elements are us, the newly elected forums;
(ii) The government itself which is an entity in its own right.
(iii) Thirdly, I believe, Sir, the forces of Martial Law whether we wish to acknowledge that formally or we don't; and

(iv) Fourthly, the M.R.D.

Those of us inside the new forums must help, bring the M.R.D. inside these forums. Despite the fact that they chose to boycott the elections we must look beyond our own personal ends and party interests to the collective national interest. Even though the people turned out to the extent of 52 per cent in the last elections, the people, I believe, have not totally rejected the principles and policies that the MRD represents. because in the MRD programme, are enshrined many of these same universal Islamic values of democracy and justice. Thus any new law, Sir, any new mechanism has to acknowledge that the MRD does not accept the validity of the referendum and the amendments to the Constitution. It is a difficult stage in our history and there are by no means any easy solutions. But we have to devise a way to reach an honourable and fair compromise in the larger national interest. there has got to be some, give and take on the part of each of those four elements that I have identified.

We also, Sir, have to take measures to ensure that more people in our contry, more citizens of Pakistan are willing to participate in the political process. So far, politics has remained an extremely hazardous profession, a socially stigmatic profession. As a result of which 99 per cent of the people of this country do not belong to political parties. Political parties have always been dominated by certain elements that exercise political and economic power. This new act must visualize the possibility and encourage the possibility of massive participation by people as members of the political parties, and, therefore, Sir, we have to make politics safe; we have to take it from the threat of landing up in the dungeons of the closest Police Thana or closest jail to the freedom as visualized by our religion and by our civilization.

I come, now, to the second part of my observations which deal with the specific and functional aspects of the Report. Seen from the general and conceptual perspective, I believe, that even now the Senate Report

is far more liberal and enlightened. Without any disrespect to the honourable Minister for Interior who has done his best to formulate the Report in the National Assembly. I believe, that nevertheless, the Senate Report ignores the wood and concentrates on the trees. One cannot sweep a big crisis which I had hinted at in the earlier minutes, under the carpet and hope that it will solve itself. We have to face it; the Senate has to face it; and we have to overcome this problem.

First of all, Sir, I would like to submit that instead of relying on the functional nature of the Election Commission to be the regulatory body, perhaps, we should consider the creation of a new and independent Political Parties Commission which should exclusively be concerned with the registration, the scrutiny, the supervision and the dissolution, if any, of political parties because that is a permanent and statutry function which is separate from the merely manual and purely functional aspect of conducting elections.

My next submission is, Sir, that the Senate Committee Report does not refer to the nomenclature of the political parties. I believe Sir, that in a country which is so over-whelmingly Muslim, 95 per cent Muslim, I think, we have unquestioningly, accepted the dubious tradition of using religion as a basis for dividing people politically. Whereas the nomenclature of the Muslim League served an historic and a strategic purpose in unifying Muslims of South Asia, I believe, that after 1947, the use of religious nomenclature by the political parties has tended to divide and segment this country. I would, Sir, draw your attention to the remarks of the Quaid-i-Azam who, on February 19, 1948, while speaking to the people of Australia over the radio said "we are members to the brotherhood of the Islam in which all are equal in rights, dignity and self-respect". Consequently, we have a special and very deep sense of unity. But make no mistake. Pakistan is not a theocracy or anything like it.

My submission is Sir, by allowing every kind of party to represent sectarian and religious prejudices and hysteria we have brought our country to an extremely dangerous phase. I would request my friends in the traditional religious parties so well learned in our faith not to misunderstand the thrust of my suggestion in suggesting that all political parties have non religious names, the intention is not to de-islamise our country. I believe that political parties tend to take refuge under the name of Islam to avoid facing the basic social and economic problems that confront our society. Therefore, Sir, political parties should be named only on the basis of the ideological approach which is Islamic, within the framework of Islam, which they wish to apply to solve the problems of our country.

[Mr. Javed Jabbar]

I, now, come to the fact that the Senate Committee fortunately imposes or recommends no restrictions on the formation of political parties. But of what use is this generous gesture if we look at the second aspect which is the registration aspect. For the first two or three years Sir; perhaps till a mid-term election, which many people in this country believe, could be one of the ways out of this present crises there could, perhaps, be two categories of parties. One registered and the other unregistered. Those who choose for various ideological or intellectual reasons not to submit to the process of registration should not be penalised, because that alone will help the people of Pakistan to be convinced that the purpose of this act is not to exclude people. Let the people themselves realise that there are certain merits of registration. Let the political parties themselves convince the people that they should patronize and support only registered parties which are willing to submit their accounts and willing to conduct regular party elections. Point No. 10 on Page 4, line 1, of the Senate Report.....There is a limitation where it says that "within reasonable time the Election Commission may allow a party to launch...."My submission is that even that reasonable time element should be specified to 60 days.

Thirdly Sir, on the de-Registration aspect....The power to register must be with a truly independent statutory Commission and not with the government. The governments of Pakistan have always tended to misuse this power and unless we reach that level of enlightenment I suggest that that power must not be delegated to Government. The Political Parties Commission which I propose will act as a vigilance body and that alone should have the authority to take notice of violations of any powers of the political parties act.

Fourthly, the disqualifications for participation in elections.....I believe that this section is redundant. It should be up to the people to decide, whether they feel that certain parties should or should not take part in election. Through the natural process of elimination we will achieve a certain equilibrium.

The right of political parties to take part in elections....Point No. 11, Sub-point 4.....Access to *Mass Media*....should include reference to the use of Cinema Houses, the use of Video, and any other *mass media* which are likely to be created in the next few years rather than restricted as at present to radio and TV and Newspapers.

Dissolution—The Federal Government, as I have said, should not have the power to declare even the notice of dissolution. Only a statutory Political Parties Commission should have that power. No penal action as recommended by the National Assembly should be allowed.

The disqualification from Membership of the Houses.—Unfortunately, the Senate Committee Report ignores the fact that whereas the Indian Amendment takes note of the splits that occur in parties or the reality that mergers can take place in parties what then happens to the status of members as a result of either splits or mergers. II think, that the punishments subscribed by the Committee, that of giving up the seat or the penal course subscribed by the National Assembly is not a fair recommendation. There should be a more precise definition of what is meant by the phrase "persistent abstension" from voting.

In conclusion Sir, I would recommend that on the 22nd of this month before we adjourn or prorogue there should be set up a joint Committee between the Senate and the House consisting of not more than five to six people to draft a consensus Bill based on the observations presented in the Assembly and in the Senate. We, Sir, as I have said in the beginning, are heading for the next 30 years or 50 years of our history. The past 38 years have been traumatic and unhappy. In preparing this legislation we must realize that over 50 per cent of our country's population is under the age of 21. It is those people to whom we owe the debt of the future. I thank you.

Mr. Chairman: Thank you very much.

An Honourable Member: Sir, may I ask the honourable member who has just spoken to define what he means by Political Parties Commission.

Mr. Chairman: I think, that stage would come later. At this stage we will have about half an hour. Professor Khurshid Ahmad. Would you like to speak. I would request you to take the floor.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے محترم وزیر اعظم صاحب کو اس امر پر مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ۱۴ اگست اور پھر پارلیمنٹ میں مارشل لا اٹھائے جانے کی تاریخ کے بارے میں کم از کم ایک

[Prof. Khurshid Ahmed]

حد متعین کر کے ہماری کچھ مشکلات کو کم کر دیا ہے - اُن کا یہ اقدام بروقت اور جرأت مندانہ ہے اور نہ صرف یہ کہ انھیں ہماری پوری تائید حاصل ہے بلکہ پوری قوم اس معاملے میں اُن کے ساتھ ہے اور ہم ان سے پوری توقع رکھتے ہیں کہ وہ ۳۱ دسمبر سے پہلے پہلے اس سلسلے میں جو ضروری اقدام ہیں وہ ضرور کریں گے۔

میں شاید اس بات کا اور مارشل لاء کے بارے میں اپنے جذبات کا اعادہ نہ کرتا لیکن بدقسمتی سے پچھلے آٹھ برسوں سے جو کچھ ہمارے ملک میں ہوتا رہا ہے اس کی بنا پر ایک قسم کا gap پیدا ہو گیا ہے اور ماضی سے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات سے کُلی طور پر صرف نظر نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس بات کا اظہار کروں کہ الیکشن کی تکمیل اور پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیوں، مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے قیام کے بعد مارشل لاء کو چند دن کے لئے بھی جاری رکھنے کا کوئی جواز قانون، سیاست اور اخلاق میں نہیں ہو سکتا - میں اس بات کا اعادہ اس لئے کر رہا ہوں، جیسا پہلے میرے ایک دوست نے بھی متوجہ کیا، کہ ہم ابھی تمام خطرات سے گزر نہیں گئے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر قوم اور ملک کی سیاسی قیادت، اپنی فوج اور فوجی قیادت ان سب کو اس طرف متوجہ کریں کہ مارشل لاء کو ایک نہایت اور مختصر وقت کے لئے ایک ناگزیر برائی کے طور پر تو گوارا کیا جا سکتا ہے لیکن جس طرح مارشل لاء ہمارے ہاں نظام زندگی بن گیا ہے، way of life بن گیا ہے اس کے لئے کوئی جواز نہیں ہو سکتا - میں اس وقت نصرت بھٹو کیس میں سپریم کورٹ کی judgement میں اور اس سے پہلے جو ہماری judgements عدالتِ عظمیٰ نے دیئے Nusrat Bhutto versus state اور آصمہ جیلانی کیس، اس میں بنیادی اور جوہری فرق یہ تھا کہ نصرت بھٹو کیس میں عدالت نے اس بنیاد پر اپنی رائے کا اظہار کیا تھا کہ یہ ایک constitutional deviation ہے ایک نیا نظام قائم نہیں ہوا ہے اور پچھلے نظام کو منہدم نہیں کیا گیا بلکہ پرانے نظام کے قریب قریب قائم کیا جائے گا اور یہ ایک transitional عمل ہے جس کے بارے میں Solemn Declaration عدالت کو دیا گیا تھا کہ اصل مقصد اس سارے انتظام کا یہی ہے کہ جلد از جلد نیا

انتخاب کرا کے اقتدار منتقل کر دیا جائے ۔ لیکن پہلے ہی ۹۰ دن میں کچھ دوسری مصلحتیں اس طرح ابھریں جس طرح حاتم طائی جب کسی نیک مشن پر نکلتا تھا اور راستے میں کوئی روتا ہوا آدمی یا عورت اُسے مل جاتی تھی تو اُس کی محبت میں یا ہمدردی میں وہ نیا سفر شروع کر دیتا تھا۔ ابھی وہ کام مکمل نہیں ہوتا تھا کہ تیسرا شخص مل جاتا تھا۔ یہی ہمارے ساتھ بھی ہوتا رہا کہ کبھی accountability سامنے آئی، کبھی اسلام آیا اور کبھی پیرو فی خطرات آئے لیکن یہ داستان طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اب یہ انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

میں صرف ایک حوالہ اس عدالت کے فیصلے سے دینا چاہتا ہوں جس سے یہ معلوم ہو گا کہ وہ کیا بنیاد تھی جس پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا اور انتخاب کے بعد کے دور کے کیا تقاضے تھے۔

"It also becomes clear from the review of the events resulting in the conviction of Martial Law and the reiteration of intent made by the Chief Martial Law Administrator that the 1973 Constitution still remains the supreme law subject to the condition that some parts thereof have been held in abeyance on account of necessary steps and the President of Pakistan as well as the superior courts confirmed to function under this Constitution. In other words this is not the case where the old legal order has been completely suppressed or destroyed, but merely a case of constitutional deviation for a temporary period and for a specified limited objective, namely, the restoration of law and order situation in the country and at the earliest possible time, holding the fair and free elections for the purpose of restoration of democratic Institutions under the 1973 Constitution. Accordingly the Superior Courts would continue to have the power to judge the validity of any act or action of the Martial Law Authority, if challenged in the light of principles underlining the law of necessity.

Furthermore, the Courts would like to state in clear terms that it has found it possible to validate the extra Constitutional action of the Martial Law Administrator, not only for the reason that he takes steps in order to save the country at times of grave national crises and constitutional breakdown but also because of the solemn pledge given by him that the period of constitutional deviation shall be as short as possible, and during this period all his energies shall be diverted towards creating conditions, conducive to the holding of free and fair elections and leading to the restroation of democratic rules and in accodance with the dictates of the Constitution. The

[Prof. Khurshid Ahmed]

Court, therefore, expects that Chief Martial Law Administrator would re deem his pledge which must become constructive in the nature of mandate from the people of Pakistan who have at last willingly accepted his administration as an Interim Government of Pakistan."

جناب والا! میں نے یہ اقتباس اس لئے پیش کیا ہے کہ اس کے بعد یعنی اس direction کے بعد وہ عہد یا وعدہ جو کیا گیا تھا اس کو پورا ہونا چاہیے اور وہ جو رکاوٹ درمیان تھی ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ اس کے بعد مارشل لاء کو جاری رکھنا خود اس فیصلے کی رُو سے غلط ہو گا جو legitimacy دی گئی تھی what ever work it may be جو اس پورے regime میں کرنی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے اس بنا پر میں چاہتا ہوں کہ میں ایک بار پھر اس اعادہ کروں کہ اب ۳۱ دسمبر کی تاریخ حتمی اور آخری تاریخ ہونی چاہیئے اور اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ اس اعلان کے لئے ۳۱ دسمبر آ کے یہ کام ممکن ہو کر دیا جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ کمیٹی رپورٹ ایک تاریخی اہمیت کی حامل رپورٹ ہے اور اگر اس کے اوپر صحیح رفتار سے کام کیا جائے۔ تو اس منزل کو قریب لانے کا ذریعہ بن سکتی ہے لیکن جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے، اس ایوان سے اور فوجی قیادت سے پورے ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معاملہ میں ان کی نگاہ میں کوئی اور رکاوٹ ہے تو اب بھی وقت ہے کہ اسے Identify کر کے اس کا حل تلاش کریں۔ یہ رویہ کہ پہلے ہم انتظار کرتے ہیں پھر صرف ایک قدم اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں چیز ابھی رہ گئی ہے پھر اس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ دراصل ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء کے پروگرام میں یہ بات شامل تھی اور اس کے لئے میں صدر محترم کی تقریر جو اس وقت کی مجلس شوریٰ میں کی گئی تھی بطور شہادت پیش کرتا ہوں اس میں یہاں تک کہا گیا تھا کہ ۲۳ مارچ ۸۵ تک یہ عمل مکمل ہو جائے گا اور مارشل لاء اٹھا لیا جائے گا۔ اس سکیم کا یہ حصہ تھا کہ انتخابات ہوں گے اور جب دستوری structure وجود میں آ جائیگا تو مارشل لاء اٹھا لیا جائے گا لیکن ہم

۱۲ مارچ کے اعلان کے بعد انتظار کرتے رہے اور پھر ایک سال کے بعد دستوری کمیشن بنا۔ دستور سے شروع ہوئے۔ دستوری تبدیلیوں کی بات ہونے لگی اور وضاحت سے کہا گیا تھا کہ ریفرنڈم نہیں ہوگا۔ لیکن ایک دم ضرورت محسوس ہوئی کہ ریفرنڈم محض ضروری ہے صدر کا انتخاب دستور کے تحت نہیں بلکہ اس سے پہلے کرانا ضروری ہوگا۔

ہمیں یہ تمام چیزیں بتاتی ہیں کہ ہم ایڈہاک کے انداز میں چل رہے ہیں۔ غیر جماعتی انتخاب کو لے لیجیے۔ یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آج کے دور میں کوئی سیاسی نظام کسی سیاسی ڈسپلن کے بغیر کام نہیں کر سکتا اور آپ دنیا کے جس حصے کو چاہیں دیکھیں یہ بات صاف نظر آتی ہے کچھ مقامات پر یک جماعتی نظام ہے اور کچھ مقامات پر ملٹی پارٹی سسٹم ہے لیکن آج کے دور میں کسی ایسے سیاسی structure کے بغیر جس میں حکمران اور عوام کے درمیان رابطہ کا کوئی انسٹیٹوشن نہ ہو، چلنا مشکل ہے۔ سیاست میں continuity اس وقت ممکن ہے جب کہ یہ structure موجود ہو۔

نان پارٹی سسٹم میں یہ تبدیلی باہر کی قوتوں کے ذریعے change of govt. سے ہو گئی لیکن پارٹی سسٹم کی خوبی یہ ہے کہ اگر ایک پارٹی ناکام ہوتی ہے تو اس کی جگہ دوسری پارٹی قیادت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے موجود رہتی ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کرنے کی حاجت نہیں مہذب دنیا میں بے شمار مثالیں ایسی موجود ہیں۔ کہ Minority govt. بنی خود انگلستان میں ۱۹۲۳ میں اور اس کے بعد ۱۹۳۱ میں اکثریتی پارٹی اور اقلیتی پارٹی کے درمیان قوت کا تناسب ایک اور تین کا تھا لیکن چونکہ structure موجود تھا جس وقت اکثریتی پارٹی فیل ہوئی تو اقلیتی پارٹی نے اقتدار سنبھال لیا اور اس کے بعد انتخاب کرائے اس وقت آپ کو کسی جرنیل کو نہیں دیکھنا پڑا کسی Extra constitutional ادارے کو نہیں دیکھنا پڑا۔

اس بنا پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل بدیہی تھیں۔ اس سے پہلے بھی ہم پر ایک مارشل لاء کی رات گزر چکی ہے اس موقع پر ان حضرات نے محسوس کر لیا

[Prof. Khurshid Ahmed]

تھا اور اس وقت کے اسمبلی کے اجلاس کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر نئی پارٹیاں بنا لی گئی تھیں ۔ لیکن ہم نے ۱۵ ماہ کا لمبا عرصہ گزار دیے اور اب ہاؤس کے قیام کے بعد فوراً احساس ہوا کہ پارٹی کے بغیر ڈسپلن ممکن نہیں ہے ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو دوسرے ایشو بھی ہیں ۔ جنہیں اس کے ساتھ ساتھ لینا چاہیئے ۔

آپ نان پولیٹیکل پارٹی ایکٹ تو بنا لیں لیکن اسکے بعد ایک controversy شروع ہوگی اس میں پہلا مسئلہ دستور کی ترامیم کا مسئلہ ہے یاد رکھیئے اگر ہم نے اپنے ملک میں اپنے دستور کو ہمیشہ ایک controversial دستور رکھا تو اس طرح یہاں کبھی stable نظام قائم نہیں ہو سکتا ۔ 1973 کا دستور بھی کوئی بہت آئیڈیل دستور نہیں لیکن اس کی اصل خوبی یہ ہے کہ اس constitution میں consensus پائی گئی ہے اس پر سیاسی give and take کے بعد ملک کے تمام سیاسی اہم عناصر متفق تھے کہ کم از کم ملک میں ایک ایسا document ہونا چاہیے جو controversial نہ ہو لیکن ہم نے جو ترمیمات کی ہیں اس کے نتیجے کے طور اس آئین کو controversial بنا دیا ہے ۔

یہ صحیح ہے کہ اس دستور میں جو پانچ ترمیمیں قادیانی مسئلے کو چھوڑ کر بھٹو صاحب نے کی تھیں انہوں نے بھی اس کو controversial بنا دیا تھا اور ہم نے بھی وہی راستہ اختیار کیا ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں سیاسی استحکام کے لیے جہاں جماعتیں ضرورت ہیں وہاں یہ بات بھی ضروری ہے کہ ہمارے دستور پر قومی consensus ہو اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ عدم توازن جو ان ترمیمات کے نتیجے کے طور پیدا ہوا ہوا اسے ہم درست کریں اور دوبارہ اس توازن کو بحال کریں تاکہ یہ issue سیاسی نہ رہے بلکہ ہماری ساری قوتیں اسی پر صرف ہوں کہ ہم اس ملک کی تعمیر کس طرح کریں

یہاں اسلام کے حقیقی تقاضے کیونکہ پورے ہوں، یہاں انصاف، حقوق کی حفاظت معاشی خوشحالی کس طرح حاصل کی جائے ورنہ ہم ساری زندگی اسی جھگڑے کے اندر پڑے رہیں گے یہ دوسرا مسئلہ ہے جسے ہمیں بروقت لینا چاہیئے اور اسے کل کے لیے مؤخر نہیں کرنا چاہیے ورنہ مجھے خطرہ ہے کہ ہم اگلے چار مہینوں میں قانون بنالیں گے لیکن اس کے بعد کوئی نیا حوا ہمیں ڈرانے کے لیے موجود ہوگا۔

دوسری چیز جو جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے Indemnity Law اس لیے کہ یہ ایک ناگزیر ضرورت ہے جب بھی آپ مارشل لاء سے کسی سوال constitutional law پر آتے ہیں تو اس وقت پھر اس پچھلے دور کو کسی نہ کسی حد تک نمٹنا ہوں کرنا پڑتا ہے اس کا ذکر خود نصرت بھٹو کیس کے فیصلے میں موجود ہے ایوب صاحب کے زمانے میں بھی کرنا پڑا تھا لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت ان تمام issues کو مؤخر نہ کرے۔ بروقت ان پر کام کرے۔ تیاری کرے۔ ہاؤس کے اندر consensus پیدا کرے یہ نہ ہو کہ اس کے بعد کہا جائے کہ اب ایک اور انتیس ۲۹ اور تیرہ رکنی کمیٹی چاہیے جو constitutional amendments کی بات کرے۔ پھر اس کے بعد ایک اور کمیٹی چاہیئے جو دوسرے معاملات کو سلجھائے۔ اس طرح ہم سارا وقت انہیں بحثوں میں صرف کر دیں۔ جناب والا! اگر یہ تینوں اقدام کر لیے جائیں تو پھر مجھے توقع ہے کہ ہم انشاءاللہ اس سال کے اندر اندر مارشل لاء سے نجات پاسکیں گے۔

جناب چیئرمین! لیکن دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے دونوں رپورٹس کا مطالعہ اپنی حد تک پورے غور سے کیا ہے میرے پیش نظر کوئی موازنہ نہیں ہے دونوں کمیٹیوں نے اپنی حد تک بڑی کوشش کی ہے قومی اسمبلی کی کمیٹی کی رپورٹ اور خصوصیات سے قومی اسمبلی میں اس رپورٹ پر جو بحث ہوئی اس کی روشنی میں

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایوانی تعصب سے بلند ہو کر صرف یہ بات سامنے رکھنی چاہیے کہ ہم کس طرح ایک مستحکم نظام قائم کر سکتے ہیں تاکہ مارشل لاء سے جلد از جلد نجات پا سکیں اور اس پہلو سے مجھے آپ یہ کہنے کی اجازت دیں کہ سینٹ کی کمیٹی ہم سب کے شکریہ کی مستحق ہے کہ اس نے ایک ایسی چیز بنانے کی کوشش کی ہے جو کسی نہ کسی حد تک ملک میں ایک نیا سیاسی consensus پیدا کرنے کے لیے بنیاد بن سکے۔

میں ان لوگوں میں سے ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ سیاست کی نظم بندی بہت زیادہ قوانین سے نہیں ہوتی اس کے لیے سیاسی پارٹیاں ہونی چاہییں۔ اس کے لیے بار بار الیکشن کا ہونا اس کے لیے روایات کا قائم ہونا ضروری ہے جس طرح کسی نے ایک دانشور سے پوچھا تھا کہ اس باغ کی قیمت کیا ہے تو بوڑھے نے جواب دیا کہ یہاں بیس ہزار روپے مگر پچاس سال میں تو چپ چاپ بیس ہزار روپے میں ہم لوگوں کو یہ باغ مل جائے گا لیکن اس میں پچاس سال لگیں گے یہی سیاست میں بھی ہوتا ہے جہاں روایات قائم کی جاتی ہیں جہاں ڈسپلن بنتا ہے۔ بار بار انتخابات کا ہونا خود دراصل وہ عمل ہے جو سیاست میں تطہیر کا کام دیتا ہے۔

ہمارے ہاں سانحہ یہ ہوا کہ پہلا انتخاب 1970ء میں ہوا اور وہ بھی غیر معمولی حالات میں سیاست میں اصل فیصلہ کن چیز عوام کی رائے ہے جمہوریت اور آمریت میں یہ فرق ہے کہ اگر آپ پچیس یا پچاس سال میں ایک بار انتخاب کریں تو آمریت ہے لیکن اگر آپ تین، چار یا پانچ سال کے پیریڈ میں بار بار لوگوں کو موقع دیں کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کریں تو اس سے جمہوریت پروان چڑھتی ہے۔

میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لیے اصل چیز تو روایات ہیں اور اس پہلو سے میں اس رائے کا حامی رہا ہوں کہ پولیٹیکل پارٹیز کی

رجسٹریشن نہیں ہونی چاہیئے پولیٹیکل پارٹی کا ہر شخص کو حق ہے ۔ لیکن اگر ایک ملک میں برابر انتخاب ہوتے رہیں تو فطری طور پر process evaluation کے ذریعے سے صرف وہی پارٹیاں میدان میں رہ جاتی ہیں جنہیں عوام کی تائید حاصل ہو ہندوستان کو آپ دیکھیں ۱۹۴۸ء میں جس وقت ان کے ہاں پہلی مرتبہ الیکشن کمیشن نے پارٹیوں کی تعداد شمار کی تو اس وقت ۵۴ پارٹیاں تھیں لیکن عملاً آپ دیکھیں کہ پچھلے اڑتیس سالوں میں بمشکل سات آٹھ پارٹیاں ہیں جو ملکی سیاست میں رونما ہوتی ہیں اور بعینہ اسی process سے دنیا کے ہر ملک کو گزرنا پڑا فرانس میں ایک زمانہ میں پچاس سے زیادہ پارٹیاں تھیں ۔ خود تیرہویں صدی میں دونوں جنگوں کے درمیان تیس پولیٹیکل پارٹیاں تھیں لیکن اس کے بعد آپ دیکھیں کہ سیاسی عمل کی بنیاد پر کسی قانون کے بغیر وہاں چار پانچ پارٹیاں رہ گئیں یہی عمل دنیا کے سارے ممالک میں ہوا ہے اگر ہم بھی سیاسی عمل کے سلسلے میں خلوص کے ساتھ کام کرتے تو یہی ہوتا لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا جس طرح معاشیات میں ہم کہتے ہیں کہ second solution تو یہاں بھی دراصل میں اپنی کمیٹی کی تجاویز کو second solution سمجھتا ہوں ۔

میری نگاہ میں روایات کی عدم موجودگی کی بنا پر اس کے لیے کوئی جواز ہو سکتا ہے لیکن اس میں تین اصلاحات بہت ضروری ہیں سب سے پہلی چیز یہ جو میری نگاہ میں سب سے اہم ہے وہ یہ کہ پارٹی ڈسپلن ہو جو بلاشبہ ایک ضرورت ہے لیکن جن الفاظ میں اور جس انداز میں اپنے یہاں provide کیا گیا ہے وہ محل نظر ہے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ مغرب کے پارٹی سسٹم میں جہاں بہت خوبیاں ہیں وہاں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اگر ایک شخص فی الحقیقت اپنے ایمان ۔ اپنے اعتقاد اپنے علم ۔ اپنے ضمیر کی، اس لیے کہ سب لوگ دنیا میں محض مصلحت پرست نہیں ہوتے بنیاد پر اگر کسی معاملے میں اختلاف چاہتا ہے تو ڈسپلن اس کے آڑے آتا

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہے یہی وہ چیز ہے آپ دیکھیں گے کہ بہت سی مغربی پارلیمنوں میں اور خصوصاً انگلستان میں consensus by voting کا دروازہ کھلا رہا چند مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بارے میں انہوں نے پارٹی whip کی بجائے ممبران کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ دیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ یورپین اکانومک کمیٹی میں جانے کا فیصلہ ایک بہت بڑا فیصلہ تھا جو انگلستان نے کیا اس کے لیے انہوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس کے علاوہ بہت سے ایسے issues جو morol issues رہے ہیں ان میں بھی یہ راستہ اختیار کیا گیا تو مغرب کے پارٹی سسٹم میں یہ خرابی رہتی ہے my party, right or wrong, is all in all.

اس کے مقابلے میں اسلام نے، میرے محدود علم کی حد تک، پارٹی کے نظام کو ختم نہیں کیا بلکہ اس کی اصلاح کی اور اس میں یہ امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ جہاں ایک طرف ڈسپلن ضروری ہے وہاں دوسری طرف اگر کوئی معاملہ ایمان ضمیر اور اعتقاد کا ہے تو اس معاملے میں کسی شخص کو اس کے ضمیر کے خلاف خصوصاً ایسی چیزوں کے اندر جس میں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہو محض پارٹی ڈسپلن کی بنا پر مجبور نہیں کیا جا سکتا قرآن پاک میں اس اصول کو بالکل صاف الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیع اللہ و اطیع الرسول و اولی الامنکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر و احسن تاویلا

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور اطاعت کرو اس اولی الامر کی جو تم میں سے ہو لیکن اگر تمہارے اور اولی الامر کے درمیان کوئی اختلاف ہو تو پھر اس مسئلے کو لوٹا دو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف یہ گارنٹی ہے اس بات کی کہ اولی الامر

سے اختلاف ہمارا حق ہے اور یہ حق ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے اس حق کی ضمانت ہمیں قرآن نے دی ہے بلاشبہ اگر مسئلہ معصیت کا نہیں اگر مسئلہ منکر کا نہیں تو اس میں accommodation کی حدود ہیں لیکن جہاں یہ صورت پیدا ہو جائے وہاں پر پھر کوئی ڈسپلن، کوئی اطاعت نہیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صاف فرمایا ہے۔

عربی

کوئی بھی مخلوق ہو اس کی اطاعت سے اگر اللہ کی ناراضگی ہوتی ہو تو نہیں کی جاسکتی۔

اس بنا پر دراصل میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسپلن کی آپ پوری پوری فکر کیجیے لیکن ایمان کے تقاضوں کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے فرمایا ہے اور اختلاف کی جو حدود دی گئی ہیں، انہیں پامال نہ کیجیے اسے آپ کو provide کرنا پڑے گا۔

دوسری چیز اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ پارٹی خود چھوڑنا اور پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنا ان دو باتوں کو تو آپ نے کرلیا لیکن بہت سارے دوسرے issues ہیں جن کا نزیر بحث آنا بہت ضروری ہے۔ جن میں ایک پارٹی سے expulsion ہے اور میری نگاہ میں یہ ایک خلفشار کا راستہ بن سکتا ہے بجائے اس کے کہ جو کلذر آپ نے رکھا ہے persistent اختلاف کا اگر اس کی بجائے آپ یہ رکھیں کہ اگر کسی شخص کو اس کی پارٹی expel کردیتی ہے تو اس صورت میں اس کی سیٹ کا مسئلہ اُٹھایا جاسکتا ہے اور پھر یہ پارٹی کا کام ہوگا کہ وہ یہ دیکھے کہ کون سے اختلافات ہیں جن کو گوارا کرے گی اور کون سے ایسے اختلافات ہیں جن کی بنیاد پر وہ ایک شخص کو رکھ نہیں سکتی۔

اسی طرح تین دوسرے مسائل ہیں جن کی طرف میرے دوست جبار صاحب نے کچھ اشارہ کیا کہ جیسے Indian Constitutional amendments کے اندر اس کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے یعنی پارٹیوں میں mergers اور splits کا معاملہ تیسری چیز یہ کہ کچھ ایسے افراد جو پارٹی یا بغیر پارٹی کی بنیاد پر آئے ہیں مثال

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے طور پر وہاں اسپیکر۔ ڈپٹی اسپیکر۔ چیئرمین۔ ڈپٹی چیئرمین یعنی اس قسم کی جو اہم پوزیشنز ہیں ان کو انہوں نے اس پورے معاملے سے مستثنیٰ کیا ہے میرے خیال میں بہت ضروری ہوگا اگر آپ اس پہلو سے اس پر نظر ثانی کریں۔ یہ پہلی چیز ہے۔

جناب والا! دوسری چیز میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری نگاہ میں کسی بھی سیاسی جماعت کو، کیونکہ بہرحال ایک سیاسی جماعت ہی حکمران پارٹی ہوگی یہ حق نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ایک جماعت کا Dissolution نوٹیفائی کرے خواہ اس کے بعد یہ معاملہ ۱۵ دن کے اندر اندر سپریم کورٹ میں چلا جائے، نیز یہ بات کہ حکومت کسی جماعت کے تمام assests کو freeze کر دے اس کی تمام activities کو suspend کر دے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک عام انسان کے گھر میں داخلے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نامہ حاصل کریں، اس کے بعد، آپ یہ کام کریں لیکن ایک سیاسی جماعت کے بارے میں آپ یہ رویہ اختیار نہیں کرتے، میری نگاہ میں فی الحقیقت کوئی سیاسی جماعت وہ تمام چیزیں کر رہی ہو جو اس قانون کے اندر ممنوع ہیں تو سیدھے سیدھے حکومت کو عدالت کے پاس جانا چاہیے اور اگر یہ سمجھتی ہے کہ اس کی سرگرمیاں فوری طور پر روکنا ضروری ہیں تو پھر عدالت سے interim injunction لیں۔ جس طرح کہ دوسرے عدالتی معاملات میں لیا جاتا ہے اور یہ عدالت کا کام ہوگا کہ وہ interim injunction دیں اگر حکومت کو عدالت interim injunction دے دیتی ہے تو پھر حکومت اس بات کا اختیار رکھ سکتی ہے کہ وہ اس جماعت کی سرگرمیوں پر بھی پابندی لگائے یعنی معطل کر دے اور اسکے assets کو freeze کرے اور اگر سپریم کورٹ اس کی اجازت نہیں دیتی تو پھر اس بات کا حکومت کو اختیار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی جماعت کی سرگرمیوں کو معطل کرے حکومت صرف اسی وقت کسی جماعت کی سرگرمیوں کو معطل کرے گی

جب سپریم کورٹ اس بات کی اجازت دے۔

جناب والا! ایک اور بات میں، آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں دراصل سپریم کورٹ کا اختیار اصل چیز ہے اس میں حکومت کو ہرگز اختیار نہیں ہونا چاہیئے بنیادی چیز جو میں ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ اس عمل کو تیز تر کرنے کے لیے پولیٹکل پارٹیز بلا تاخیر بحال کی جائیں۔ اگر آپ نے تمام پارٹیوں کی رجسٹریشن کا راستہ اختیار کیا جیسا کہ قومی اسمبلی کی رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے تو اس میں دراصل بڑے خطرات ہیں اور اس میں delay کرنے کے بڑے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ سیاست میں بہت جلد controversial بن جائے گا اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ وہ راستہ اختیار کریں جس کے ذریعے ہم اس مرحلے کو کم سے کم وقت میں طے کر سکیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ آپ اس کا آغاز سیاسی جماعتوں کی بحالی سے کریں اور نئی پارٹی یا ان پارٹیوں کے لیے، جنہوں نے اپنے آپ کو ابھی تک رجسٹرڈ نہیں کرایا ہے، ایک وقت مقرر کر دیں جس میں وہ اپنے آپ کو رجسٹر کرالیں یہ وہ راستہ ہے جس میں ہم چل کر اس مخمصے سے جلد نکل سکتے ہیں۔

جناب والا! ان چیزوں کے ساتھ میں اپنی گزارشات کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ دونوں ایوانوں کی رپورٹیں آنے سے اور وزیر اعظم صاحب کے اعلان سے جو process شروع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق دے اور ہم اس ملک کو مارشل لاء سے نجات دلائیں اور کبھی مارشل لاء ہماری تاریخ میں سر نہ اٹھائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اجلاس برخاست کرنے سے پہلے میرے خیال سے ایک دو منٹ آئندہ اجلاس کی کارروائی چلانے کا طریقہ کار کو وضع کرنے کے لیے صرف کریں تو شاید بہتر ہوگا۔ اس وقت تک جو نام میرے پاس رجسٹر ہوئے ہیں ان کی تعداد ۳۵ ہے ۳۵ معزز اراکین نے اس پر بحث کرنے کے لیے اظہار کیا ہے پانچ اصحاب نے تقاریر مکمل کر لی ہیں آخری تین اصحاب نے تقریباً آدھا آدھا گھنٹہ صرف کیا ہے۔ آئندہ کے لیے ہمارے لیے مشکل ہوگا کہ ہم ہر معزز رکن کو اتنا وقت

[Mr. Chairman]

دے سکیں کیونکہ دن میں دو گھنٹے بھی اگر ہم بحث کے لیے مختص کریں تو اس صورت میں کسی معزز رکن کو ۸ منٹ سے زیادہ کا وقت نہیں دے سکیں گے۔ اس بات کا تعین، تو خیر، ہم کل کر لیں گے لیکن میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کل سے جو تقاریر ہو رہی ہیں ان کے بارے میں آپ سوچ لیں اور ان کو پیش نظر رکھ کر آپ اپنی تقاریر summarise کر لیں تو بہتر ہو گا یہ اس طرح ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم ۲۲ تاریخ تک اس بحث کو مکمل کر لیں۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Before the House is adjourned Sir, this list is a manipulation of some people without our knowledge. I would request that since yesterday, the Sind is prevailing over this House, the Speakers should see the decorum of the House and Frontier, Baluchistan and Punjab, separately every unit, should have the right to speak on this issue.

Mr. Chairman: Everybody would be given an opportunity, rest assure that everybody would have fair opportunity to participate in the discussion but there were certain requests, certain names registered with us from yesterday. So they had to be given priority. At any rate, that is the privilege of the Chair and I think, you have to abide by the decisions.

جناب حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! آپ کی خدمت میں میری ایک تجویز ہے کہ بجائے اس کے کہ ایک گھنٹہ روزانہ اس ضروری بحث کے لئے دیا جائے کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ابتدائی دو گھنٹے ایک گھنٹہ سوالات کا اور ایک گھنٹہ تحریکوں کا، بھی اس بحث کے لیئے وقف کئے جائیں اس طرح تین گھنٹے کا وقت ہو جاتا ہے چنانچہ معزز اراکین کو روزانہ تین گھنٹے بحث کا وقت ملے گا میری تجویز یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ کسی دوسرے مسئلے پر بحث کی جائے، اس کو اہمیت دی جائے اب ایک گھنٹہ تو سوالات کے لیے وقف ہے اور ایک گھنٹہ ہی اس بحث کے لیے ملتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک گھنٹے میں جب تین معزز اراکین اپنی تقاریر